

کم سن اطفال قوم مہدویہ کی تعلیم کے لئے  
رسالہ نافعہ موسوم بہ

# العقائد

حصہ چہارم

..... از .....

حضرت علامہ بحر العلوم اشرف العلماء سید اشرف شمس

# فہرست

عنوان

فصل

پہلا باب۔ آنحضرتؐ نے مہدیؑ کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے

- ۱ مہدیؑ اولاد رسول اللہ ﷺ ہیں
- ۲ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مہدی اور عیسیٰ دو شخص نہیں بلکہ عیسیٰ ہی مہدی ہیں
- ۳ مہدیؑ کی تعلیم و اصلاح اللہ جل شانہ کی وحی والہام سے ہے
- ۴ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں
- ۵ مہدیؑ خاتم دین رسول ﷺ ہیں
- ۶ مہدیؑ کا دعویٰ مہدیت عام افراد انسان پر ہوگا
- ۷ مہدیؑ کا پیدا ہونا ضروریات دین سے ہے
- ۸ مہدیؑ ابو بکر صدیقؓ سے افضل ہیں
- ۹ مہدیؑ کی اتباع فرض ہے
- ۱۰ مہدیؑ احکام موجودہ کے علاوہ احکام جدیدہ کی دعوت بھی فرمائیں گے

دوسرا باب۔ مہدیؑ کی مہجی کے بیان میں

- ۱۱ مہدیؑ کا ظہور
- ۱۲ مہدیؑ کی بعثت و دعوت
- ۱۳ مہدیؑ تابع رسول اللہ ﷺ ہیں
- ۱۴ مہدیؑ مبین شریعت ہیں
- ۱۵ مہدیؑ کی دعوت
- ۱۶ مہدیؑ کا مذہب
- ۱۷ مہدیؑ کے دو منصب

۱۸ منکرین مہدی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں

تیسرا باب۔ ان احکام کے بیان میں جن کو مہدی نے اپنے مومنین پر فرض گردانا ہے

۱۹ صحبت صادقان

۲۰ ذکر کثیر

۲۱ طلب دیدار خدا

۲۲ ترک دنیا

۲۳ عزت خلق

۲۴ توکل

۲۵ ہجرت

۲۶ ایمان

۲۷ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے

۲۸ ایمان نفس ترک دنیا ہے۔ بحث

۲۹ مومن فاسق دوزخ میں جائے گا یا نہیں

۳۰ مومن حقیقی و مومن حکمی و مومن عربی

۳۱ مومن حکمی کے صفات

چوتھا باب۔ مہدی کے صحابہ کے بیان میں

۳۲ مہدی کے صحابہ کی تعریف

۳۳ خلفاء مہدی

۳۴ بارہ صحابی جن کے حق میں جنت کی بشارت دی گئی ہے

۳۵ صحابہ مہدی مثل صحابہ رسول اللہ ﷺ ہیں

۳۶ تسویت خاتمین علیہما السلام



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامد او مصليا۔ بندہ سيد اشرف ابن سيد علي ابن العلامة الحافظ المولوي السيد اشرف برّ اللہ مضجعہ عرض کرتا ہے کہ العقائد کا حصہ دوم جو ہم نے لکھا ہے اس میں خیال رکھا گیا ہے کہ اس کے مضامین قوم کے کمسن بچوں کی سمجھ میں آجائیں اور ممکن ہے کہ رسالہ مذکور سے ہماری یہ غرض پوری ہوگئی ہوگی۔ اب ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ العقائد کے حصہ دوم میں جو مسائل ذکر کئے گئے ہیں ان میں سے بعضے مسئلوں کی توضیح کی جائے جس سے طالبان علم کے خیالات میں اضافہ ہو اور ضرورت کے وقت اس سے مدد لے سکیں۔

اس رسالہ میں چار باب لکھے گئے ہیں اور ہر باب میں کئی فصل ہیں۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کی تالیف میں نے جو خاص حمایت مذہبی کے لئے کی ہے مجھے ضعیف و مریض سے پوری کرائے اور اہل مذہب کو اس سے نفع پہنچائے اور اس مولف کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائے۔

فاستعن بالله و توكلت عليه فانه حسبي و نعم الوكيل



## پہلا باب

اس بیان میں کہ آنحضرت ﷺ نے مہدی علیہ السلام کے

پیدا ہونے کی خبر دی اور اس میں کئی فصل ہیں۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ اولاد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ واضح ہو کہ اکثر حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ مہدیؑ رسول اللہؐ کی اولاد سے ہیں۔ اور بعض حدیثیں اپنے ظاہر الفاظ سے یہ بتاتی ہیں کہ مہدیؑ حضرت عباس بن المطلب کی اولاد سے ہیں مگر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علماء نے ان حدیثوں میں غور نہیں کیا اور غلط فہمی سے یہ کہہ دیا ہے کہ مہدیؑ حضرت عباسؑ کی اولاد سے ہیں۔ اس حدیث میں ہم آئندہ بحث کریں گے اور بتائیں گے کہ حدیث مذکور ظاہری معنی پر محمول نہیں ہے۔

اس امر میں کہ مہدیؑ اولاد رسول اللہؐ سے ہیں بہت سی روایتیں موجود ہیں۔ پہلی حدیث یہ ہے حافظ ابو نعیم نے اپنی مسند میں روایت کی ہے عن حذیفة قال قال رسول اللہ ﷺ المہدی رجل من ولدی وجہہ کا الکواکب الدری۔ یعنی حضرت حذیفةؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ مہدی میری اولاد سے ایک مرد ہے جس کا چہرہ مثل ستارہ روشن کے ہوگا اس حدیث کو ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے۔ دوسری حدیث یہ ہے جو مسند مذکور میں مروی ہے۔ عن حذیفة قال قال رسول اللہ ﷺ المہدی رجل من ولدی لونه عربی وجسمہ اسرائیلی علیٰ خدہ الایمن خال کانه کوب درّی یملاء الارض عدلا کما ملئت جوراً یرضی فی خلافتہ اهل الارض و اهل السماء والطیر فی الجوّ۔ یعنی حذیفةؓ نے رسولؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد سے ہے اس کا رنگ عربی اور جسم اسرائیلی ہے آپ کے سیدھے رخسار پر ایک تل ہے گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے۔ زمین کو عدل و انصاف سے ایسا بھرے گا جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ اس کی خلافت سے زمین و آسمان کے رہنے والے لیے فرشتے و انسان و پرندے خوش ہیں۔ اس حدیث کو ملا علی القاری نے ”رسالۃ المہدی“ میں ذکر کیا ہے اس روایت میں مہدی کے یہ اوصاف کہ آپ کا جسم

اسرائیلی اور آپ کا رنگ عربی ہوگا اور آپ کے منہ پر ایک روشن تل ہوگا مشہور نہیں ہیں۔ بہت سی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ خصوصیت بھی بڑھائی ہے کہ مہدیؑ فاطمہؑ کی اولاد سے ہوگا۔ چنانچہ حاکم نے روایت کی ہے۔ عن ام سلمةؓ قالت قال رسول الله المهدى من عترتى من ولد فاطمة۔ یعنی ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی میری عترت یعنی اولاد فاطمہؑ سے ہے اور طبرانی میں روایت ہے عن علی العلامی ان رسول الله قال لفاطمة والذى بعثنى بالحق ان منهما یعنی من الحسن والحسين مہدی هذه الامة۔ یعنی رسول اللہ نے فاطمہؑ سے فرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم ہے کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے ان دونوں یعنی حسن و حسین سے اس امت کا مہدی ہوگا اور نیز ام سلمہؓ سے روایت ہے عن ام سلمةؓ قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول المهدى من عترتى من ولد فاطمة یعنی ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مہدی میری عترت یعنی اولاد فاطمہ سے ہے۔ ان سب حدیثوں کو ملا علی القاری نے 'رسالة المهدی' میں ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ابوداؤد ابن ماجہ نے اپنے سنن میں اس حدیث کی روایت کی ہے۔ عن الحسين ان النبی قال لفاطمة حضرت حسینؑ نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فاطمہؑ سے فرمایا کہ مہدی تمہاری اولاد سے ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی نے ابن عساکر سے بھی 'العرف الوردی' میں یہی روایت کی ہے عن الحسين ان النبی قال البشرى يا فاطمة المهدى منك۔ یعنی حسینؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے فاطمہ تم کو خوشخبری ہو کہ مہدی تمہاری اولاد سے ہے۔ اور نیز شیخ جلال الدین سیوطی نے 'العرف الوردی' میں روایت کی ہے عن علیؑ قال المهدى رجل من ولد فاطمة۔ یعنی حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ مہدیؑ اولاد فاطمہ سے ہے۔ ان حدیثوں میں یہ تصریح ہے کہ مہدیؑ اولاد رسول اللہ سے ہیں لیکن اولاد رسول اللہ سے خاص فاطمہ الزہراءؑ سے ہیں۔ اور یہ خوشخبری مخصوص فاطمہ الزہراءؑ کے حق میں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مذکورہ حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ مہدیؑ فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں مگر اس امر میں اختلاف ہے کہ مہدیؑ فاطمہ الزہراءؑ کے کون سے فرزند کی اولاد سے ہے بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہدیؑ حسنؑ کی اولاد سے ہیں۔ چنانچہ علیؑ سے ابوداؤد میں یہ روایت مروی ہے عن علیؑ انه نظر الى ابنه الحسن فقال ان النبى هذا سيد لما سماه النبى

وسينخر ج رجل من صلبيه يسمي باسم نبيكم يشبهه في الخلق۔ یعنی علیؑ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے حسنؑ کو دیکھ کر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام سید رکھا ہے اس سے ایک شخص پیدا ہوگا جو تمہارے نبیؐ کا ہمنام ہوگا اور خلق میں مشابہہ۔ اسی مضمون کی روایت نعیم بن حماد نے بھی کی ہے نعیم بن حماد و امام بخاریؒ کے شیوخ سے ہیں عن عبد اللہ ابن عمرؓ قال رجل من ولد الحسن یجعی من قبل المشرق لو استقبل به الجبال لهد مها واتخذ فیها طرفاً۔ یعنی عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اولاد حسنؑ سے ایک شخص مشرق کی طرف سے نکلے گا اگر اس کے حائل پہاڑ بھی ہوں گے تو ان کو گرا دے گا اور ان میں راستہ پیدا کرے گا۔ ملا علی القاری نے ان دونوں روایتوں کو رسالۃ المہدی میں لکھا ہے۔ علماء نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ دونوں روایتیں مہدیؑ کی شان میں ہیں اگرچہ ان میں مہدی کا نام مذکور نہیں ہے ان حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ مہدی اولاد حسن سے ہوں گے اور بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ امام حضرت حسینؑ کی اولاد سے ہیں۔ چنانچہ یہ روایت بھی حضرت علیؑ اور دیگر اصحابؓ سے مروی ہے۔ صاحب عقد الدرر نے ان حدیثوں کا ذکر کیا ہے۔ اس تقریر کا حاصل یہ ہے کہ بعضی روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی حسی ہیں اور بعضی روایتوں سے ثابت ہے کہ حسی ہیں یہ سب اخبار آحاد ہیں اور ان میں یہ احتمال بھی ہے کہ جس روایت میں لفظ حسن ہے اصل میں حسین ہو اور جس میں لفظ حسین ہے اصل میں حسن ہو۔ غرض چونکہ ان دونوں ناموں میں اصل مادہ کا اشتراک ہے دونوں احتمالوں کا امکان ہے مگر اس طرح کی روایتیں اس امر میں قطعی ہیں کہ مہدیؑ فاطمی ہیں پس ان روایتوں میں یہی امر معتبر ہے اور حسی و حینی ہونا اس وجہ سے کہ متعارض ہے ساقط ہے۔ اس واسطے علماء نے یہ تسلیم کیا ہے کہ مہدیؑ کا فاطمی ہونا ضروری ہے چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں اس کی تصریح کی ہے فذهب العلماء الیٰ انہ امام عادل من ولد فاطمةؑ یخلقه اللہ تعالیٰ متی شاء و یبعثہ نصرۃ لدینہ۔ یعنی علماء کا یہ مذہب ہے کہ مہدیؑ امام عادل اور فاطمہؑ کی اولاد سے ہے اس کے ظہور کا زمانہ معین نہیں ہے اللہ جب چاہے گا اس کو پیدا کرے گا اور نصرت دین کے لئے اس کو مبعوث فرمائے گا۔ اس قول سے چند امر مشہوم ہوتے ہیں اول یہ ہے کہ علماء سابقین نے اتفاق کیا ہے کہ مہدیؑ اولاد فاطمہؑ سے ہیں۔ دوم یہ ہے کہ آپ امام عادل ہیں۔ سوم یہ ہے کہ آپ کے ظہور کا زمانہ معین نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کو جب چاہے گا پیدا کرے گا

پس یہ بات باطل ہے کہ آپ عیسیٰ کے زمانے میں پیدا ہوں گے کیونکہ مہدیؑ کی بعثت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اس مسئلہ میں ہم آئندہ فصلوں میں تفصیلی بحث کریں گے۔ چہارم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خاص دین کی نصرت کے لئے پیدا کرے گا پس آپ کا ناصر دین ہونا دوسرے ائمہ کے ناصر دین ہونے سے ممتاز ہے۔ کیونکہ دوسرے آئمہ اس منصب پر مامور و مبعوث نہیں ہیں۔ بلکہ وہ عام آمران معروف و ناہیمان منکر میں داخل ہیں غرض مہدیؑ کے فاطمی ہونے پر علماء متقدمین نے اتفاق کیا ہے نہ کہ حسینی یا حسنی ہونے پر۔ بعضوں نے بیان کیا ہے کہ امامؑ کے حسینی یا حسنی ہونے میں جو حدیثیں مروی ہیں متعارض نہیں ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ امامؑ اپنے باپ کی طرف سے حسنی ہوں اور ماں کی طرف سے حسینی ہوں۔ اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ یہ محض ظن ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے ثانیاً یہ ہے کہ یہ رائے اس کے عکس سے اولیٰ نہیں ہے یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ مہدی علیہ السلام باپ کی طرف سے حسینی ہوں اور ماں کی طرف سے حسنی ہوں۔ اگر یہ کہا جائے کہ امام حسینؑ کی اولاد میں بہت سے ائمہ پیدا ہوئے اور امام حسنؑ کی اولاد میں ائمہ کی اس طرح کثرت نہیں ہے۔ پس مہدیؑ اگر امام حسنؑ کی اولاد سے ہوں گے تو گویا امام مہدیؑ اپنے وہی فضائل کی وجہ سے ائمہ اولاد امام حسینؑ کے مقابل ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً اس امر میں عقلاً لزوم نہیں ہے کہ یہ دونوں امام اور ان دونوں اماموں کے اخلاف مساوی المرتبت ہوں اور عقلاً بھی اس میں لزوم نہیں ہے۔ ثانیاً یہ ہے کہ اخلاف امام حسینؑ میں جو لوگ ائمہ خیال کئے جاتے ہیں ان کی امامت نہ عقلاً منصوص ہے اور نہ عقلاً ضروری ہے ہاں ان کی کرامات و بزرگی ان کی طہارت و پرہیزگاری جس قدر بیان کی جائے تھوڑی ہے اسی طرح اخلاف امام حسنؑ میں بھی۔ یہ اوصاف کریمہ قابل تسلیم ہیں۔ بلکہ امام حسن کے اخلاف متاخرین میں بھی یہ اوصاف مسلم ہیں۔ مثلاً قطب الاقطاب غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور آپ کی اولاد کرام و غیر ہم قدس اللہ اسرار ہم ان ہی اوصاف سے موصوف تھے غرض یہ اعتراض باطل ہے۔

بعض روایتوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ مہدیؑ حضرت عباس بن المطلب کی اولاد سے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ فاطمہؑ چونکہ حضرت عباس بن المطلب کی پوتی ہیں اور امامؑ اولاد فاطمہؑ سے ہیں تو اس اعتبار سے یہ کہنا درست ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اولاد عباس سے ہیں۔ واضح ہو کہ اخبار مغیبہ میں اس طرح کا اشکال رہتا ہے چنانچہ تواریخ میں ذکر کیا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائیوں سے ایک پیغمبر زمانہ آخر میں پیدا ہوگا

اس پیغمبر سے بالاتفاق رسول اللہ مراد ہیں۔ مگر اس میں دشواری یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائیوں سے وہ شخص ہوگا جو حضرت یعقوبؑ کی اولاد سے ہوگا۔ اور آنحضرتؐ کی اولاد سے ہیں اگر اس اخوت سے اخوت بعیدہ مراد نہ ہوگی تو یہ پیشین گوئی آنحضرتؐ کے حق میں صحیح نہ ہوگی۔ اسی طرح مہدیؑ کی پیشین گوئی میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ مہدیؑ اولاد عباسؑ سے ہیں اس سے قرابت بعیدہ مقصود ہے یعنی آپ اس وجہ سے کہ فاطمہ الزہراءؑ کے پوتے ہیں۔ حضرت عباسؑ کے بھی پوتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث نے 'لمعات' میں ذکر کیا ہے کہ احادیث رسول اللہؐ جو تو اتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ امام مہدیؑ اہل بیت اور فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں۔ بعضی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد حسنؑ سے ہیں اور بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اولاد حسینؑ سے ہیں اور بعض غریب حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اولاد عباسؑ سے ہیں۔ شیخ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ ان حدیثوں میں تعارض و منافات نہیں ہے کیونکہ ایک شخص میں مختلف جہتوں سے مختلف ولادتیں یعنی مختلف قرابتیں پائی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالحق کی یہ عبارت ہے: قد تظاهرت الاحادیث البالغة حد التواتر فی کون المہدی من اهل البيت من ولد فاطمة وقد ورد فی بعض الاحادیث کونه من اولاد الحسن وفي بعضها من اولاد الحسين سلام الله عليهم اجمعين وقد ورد فی الاحادیث الغریبة انه من ولد العباس وقال الشيخ بن حجر الهيتمي ولا منافاة بينهما اذ لا مانع من اجتماع الولادات فی شخص من جهات مختلفة۔ غرض ہماری تقریر سے واضح ہے کہ مہدیؑ علیہ السلام فاطمہ بنت رسول اللہ کی اولاد سے ہیں اور یہ امر قطعی ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ تفتازانی کے قول سے ظاہر ہے اس وجہ سے کہ یہی امر علماء کا متفق علیہ ہے اور احادیث متواترہ سے ثابت ہوا ہے اور باقی امور یعنی حسنی و حسینی ہونا ظنی ہے۔ ان کا قطعی ہونا مہدیؑ کے پیدا ہونے پر موقوف ہے۔ چونکہ مہدیؑ علیہ السلام کے نسب سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ حسینی ہیں تو وہ حدیثیں قطعی ہو گئیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ امام مہدیؑ اولاد حسینؑ سے ہیں۔

فصل۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ دو شخص نہیں بلکہ عیسیٰؑ ہی مہدیؑ ہیں اور اس خیال پر حدیث لا مہدی الا عیسیٰ سے استدلال کرتے ہیں اس کا جواب جو کہ ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے

اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے۔ وقد سئل ابن القيم عن حديث لا مهدي الا عيسى بن مريم فكيف  
يا تلف هذا مع احاديث المهدي وخروجه وماوجه الجمع بينهما وهل صح في في  
المهدي حديث ام لا فقال اما حديث لا مهدي الا عيسى بن مريم فرواه ابن ماجه في  
سننه عن يونس بن عبد الاعلى من الشافعي عن محمد بن خالد الجعدي عن ابان بن  
صالح عن بن مالک عن النبي ﷺ وهو مما تفرد به محمد بن خالد قال محمد بن  
الحسين الاسنوي في كتاب مناقب الشافعي محمد بن خالد هذا غير معروف عند اهل  
الضاعة من اهل العلم والنقل وقد تواترت الاخبار عن رسول الله ﷺ بذكر المهدي  
وانه من اهل بيته وقال البيهقي تفرد به ابن خالد هذا وقد قال الحاكم ابو عبدالله هو  
مجهول وقد اختلف عليه في اسناده فروى عنه عن ابان بن ابي عياش عن الحسن عن  
النبي وهو منقطع والاحاديث في تنصيص علي خروجه المهدي اصح اسنادا۔ شيخ محدث  
ابن قيم سے بعضوں نے سوال کیا کہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ ان حدیثوں کے ساتھ جو مہدی علیہ السلام کے  
خروج کو ثابت کرتی ہیں کیا حضرت مہدی کی شان میں کوئی حدیث صحیح مروی ہے یا نہیں۔ علامہ ابن قیم  
نے جواب دیا کہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ کی روایت ابن ماجہ نے اپنے سنن میں کی ہے اور سلسلہ روایت یہ  
ہے یونس بن عبدالاعلیٰ نے شافعی سے اور شافعی نے محمد بن خالد الجعیدی سے اور محمد بن خالد نے ابان بن  
صالح سے اور ابان بن صالح نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے محمد  
بن خالد اس روایت میں متفرد ہیں۔ محمد بن الاسنوی نے مناقب شافعی میں ذکر کیا ہے کہ محمد بن خالد غیر  
معروف شخص ہیں ان کو اہل علم اور اہل نقل مطلق نہیں جانتے حالانکہ آنحضرت ﷺ سے ذکر مہدی میں  
اخبار متواترہ مروی ہیں۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ محمد بن خالد متفرد ہیں اور حاکم کہتے ہیں کہ یہ مجہول ہیں ان کے  
اسناد میں بھی اختلاف ہے کیونکہ یہ ابان بن صالح حسن سے روایت کرتے ہیں اور حسن نے رسول اللہ ﷺ  
سے روایت کی ہے اس صورت میں یہ حدیث ہوگی اور مہدی کی جنتی میں جو حدیثیں مروی ہیں وہ صحیح  
الاسناد ہیں ان کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ جب اس روایت کے اسناد کی یہ حالت ہے تو ان احادیث صحیحہ  
میں جن کا تواتر ثابت ہے یہ حدیث متروک ہو جائے گی۔ ہم نے تنویر الہدایہ اور شرح مکتوب ملتانی میں بھی  
اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدی علیہ السلام کی تعلیم و اصلاح اللہ جل شانہ کی وحی والہام سے ہے۔ ابن ماجہ و مسند امام احمد بن حنبل میں روایت ہے۔ عن علیؑ قال رسول اللہ المہدی منا اهل البيت يصلحه الله في ليلة یعنی حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہدی ہماری اہل بیت سے ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایک رات میں صلاح سے موصوف کرے گا۔ اس حدیث کو ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے اور شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی نے رسالۃ العرف الوردی میں اس کی روایت کی ہے۔ عن ابی سعید عن النبیؐ قال المہدی يصلحه الله في ليلة واحدة اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو پہلی حدیث کا ہے مگر اس میں اہل بیت کا لفظ نہیں ہے واضح ہو کہ ایک رات میں اصلاح کرنے یا صلاح سے موصوف کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مہدیؑ کو فضائل صوری و معنوی سے بغیر محنت و مشقت کے دفعہٴ موصوف فرمائے گا پس آپ میں جو کچھ کمالات و ملکات ہوں گے سب وہی ہوں گے چنانچہ ملا علی القاری نے بھی رسالۃ المہدی میں یہی معنی بیان کیے ہیں۔ اما قوله من اصلاحه في ليلة فيشير اليٰ انه يعطيه المرتبة القطبية و المنقبة الا جتهادية الغوثية بالجذبة الا لهية الفردانية و الرهبة الصمدانية لا بكسبه وجهده من تعلمه في مقام كدة وجده كما حصلت لهذا العناية لجد ه على ما ذكره الله سبحانه و عظم شانہ و برهانہ ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان ولا كن جعلناه نور انهدى به من نشاء من عبادنا۔ یعنی اصلاح سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قطبیت و اجتہاد و غوثیت کا مرتبہ خاص جذب سے عطا فرمائے گا۔ اس مرتبہ کی عطا آپ کی جدوجہد پر موقوف نہیں ہے چنانچہ اسی طرح کی عنایت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا یعنی آنحضرت ﷺ کو بھی یہی مراتب عطا فرمایا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب و ایمان کیا چیز ہے لیکن ہم نے قرآن کو نور بنایا ہے جن بندوں کو ہم چاہتے ہیں اس سے ہدایت کرتے ہیں غرض يصلحه اللہ فی ليلة کے یہ معنی ہیں کہ مہدیؑ کو جو کچھ مراتب ملے ہیں وہی ہیں اور خاص جذبہ الہی سے عطا ہوئے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مہدی علیہ السلام کی جو کچھ اصلاح ہے خاص اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی آپ کا معلم ہے۔ اس حدیث سے اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ کو جبرئیل

کے واسطے سے تعلیم نہ ہوگی۔ اور اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ خطا سے معصوم ہیں۔ کیونکہ جس کا معلم خدا ہو اور خاص اپنے جذب سے اس کی تعلیم کی ہو اس سے خطا کیونکر ہوگی۔ اگرچہ آپ کی معصومیت پر دوسری صحیح حدیثیں صراحتاً دلالت کرتی ہیں۔ مگر چونکہ یہ حدیث بھی آپ کی معصومیت کی طرف اشارہ کرتی ہے لہذا ہم نے اس کی توضیح کر دی۔ واضح ہو کہ مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وجہ سے کہ آپ خلیفۃ اللہ اور خاتم دین ہیں معصوم عن الخطا ہیں پس ہم اس بات کے معتقد نہیں ہیں کہ مہدی موعودؑ غوث یا قطب یا مجتہد ہیں کیونکہ انکی عصمت عقلاً ثابت ہے نہ نقلاً پس ملا علی القاری کے قول سے آپ غوث و قطب و مجتہد ہیں سخت اختلاف ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں۔ حاکم نے روایت کی ہے عن ثوبانؓ فاذا رایتموہ فبا یعوہ ولو حبواً علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی۔ یعنی ثوبانؓ سے روایت ہے جب تم اس کو (مہدی کو) دیکھو تو اس سے بیعت کرو اگرچہ تم کو اسکے پاس برف سے گزر کر جانا پڑے۔ کیونکہ وہ مہدی اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں روایت کی ہے قال علیہ السلام اذاریتم الریایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوہا فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی یعنی جب تم دیکھو کہ خراسان سے کالے جھنڈے نکلے ہیں تو ان کے پاس جاؤ کہ ان میں مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہدیؑ خراسان سے آئیں گے۔ اور آپ کے ساتھ کالے جھنڈے ہوں گے ان دونوں حدیثوں کو ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے۔ ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث مروی ہے وہ ان دونوں حدیثوں سے مفصل ہے مگر اس میں ایک آدھ جملہ رہ گیا ہے چنانچہ اس حدیث کے راوی نے اپنے ضعف حافظ کا اعتذار کر کے کہتا ہے ثم قال شیخنا لا اظہر یعنی راوی نے پھر ایک بات کہی جو مجھے یاد نہیں ہے حاکم والیونیم نے اپنی اپنی کتابوں میں یہ حدیث پوری لکھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدیؑ نہ خراسان سے آئیں گے اور نہ کالے جھنڈے آپ کے ساتھ رہیں گے۔ ہم اس جگہ اس روایت کو لکھتے ہیں عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ یقتل عند کنز کم ثلاثۃ کلہم ابن خلیفۃ لا یصیر الی واحد منهم ثم تطلع الریایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم یجئنی خلیفۃ اللہ المہدی فاذا سمعتم بہ فاتوہ فبا یعوہ ولو حبواً علی الثلج فانہ



خليفة الله المهدي۔ یعنی ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خزانہ یعنی خلافت پر تین شخص لڑیں گے ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا اور یہ خزانہ کسی کے ہاتھ نہ آئے گا پھر کالے جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلیں گے۔ یہ لوگ تم سے سخت لڑیں گے کہ کوئی قوم تم سے اس طرح نہیں لڑی ہے۔ اس کے بعد مہدی جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے آئے گا جب تم اس خلیفہ کے پیدا ہونے کی خبر پاؤ تو اس کے پاس چلے جاؤ اور اس سے بیعت کرو اگرچہ تم کو برف سے گذر کر اس کے پاس جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہے۔ واضح ہو کہ اس حدیث میں کئی امر ذکر کئے گئے ہیں۔ پہلا امر یہ ہے کہ خلافت پر کئی لڑائیاں ہوں گی اور خلافت حاصل نہ ہوگی۔ دوسرا امر یہ ہے کہ اس لڑائی جھگڑے کے بعد مشرق کی طرف سے کالے جھنڈوں والے لوگ نکلیں گے اور ان کی تم سے یعنی مسلمانوں سے سخت لڑائی ہوگی اور یہ لوگ مسلمانوں کو اتنا قتل کریں گے کہ کسی قوم نے مسلمانوں کو اتنا قتل نہیں کیا ہے یہ لڑائی پہلی لڑائیوں کے بعد ہوگی کیونکہ ان دونوں کے درمیان آنحضرت ﷺ نے لفظ تم کہا ہے اور تم تاخیر پر دلالت کرتا ہے۔ پس دونوں لڑائیوں میں تاخیر ہونی ضروری ہے۔ اسی حدیث کو ابن ماجہ نے اپنے سنن میں لکھی ہے اور حضرت ثوبان سے ہی روایت کی ہے اس حدیث میں من قبل المشرق کی جگہ من قبل خراسان مروی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا مطلب قریب قریب ہے کیونکہ خراسان بھی ممالک مشرقیہ میں داخل ہے۔ بہر تقدیر کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے یا خراسان سے ان کے نکلنے کا زمانہ پہلی لڑائیوں کے بعد ہے۔ تیسرا امر یہ ہے کہ ان دونوں لڑائیوں کے بعد مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے کیونکہ دوسری لڑائی اور مہدی کی مچھی کے درمیان بھی لفظ تم موجود ہے۔ پس دوسری لڑائی اور مہدی کی مچھی میں امتداد زمانی کی ضرورت ہے۔ اس صورت میں یہ خیال کرنا باطل ہے کہ کالے جھنڈے مہدی کے ساتھ رہیں گے یا مہدی خراسان یا مشرق سے نکلیں گے کیونکہ اس حدیث میں یہ خبر صراحتاً دی گئی ہے کہ کالے جھنڈے نکلنے اور مسلمانوں سے ان کی لڑائی ہونے کے بعد مہدی کا ظہور ہوگا پھر یہی کالے جھنڈے مہدی کے ساتھ کس طرح رہیں گے اور مہدی مشرق یا خراسان کی طرف سے کس طرف نکلیں گے۔

واضح ہو کہ بڑے بڑے علماء نے اس حدیث میں غور نہیں کیا اور زبردستی یہ کہہ دیا کہ مہدی مشرق یا خراسان سے آئیں گے اور آپ کیساتھ کالے جھنڈے رہیں گے اور بعضوں نے کالے جھنڈوں سے یہ

دھوکا کھایا کہ ان کا لے جھنڈوں سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مہدیؑ اولاد بنی عباس سے ہیں۔ مگر یہ حدیث جس کی ہم نے تفصیل کی ہے افسوس ہے کہ ان علماء نے ان حدیثوں میں بھی غور نہیں کیا جن سے مہدیؑ کا فاطمی النسل ہونا ثابت ہے اور ان ہی حدیثوں کی وجہ سے علماء نے اتفاق کیا ہے کہ مہدیؑ فاطمی النسل ہیں چنانچہ ان اقوال کا سابق میں ذکر کیا گیا ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ خاتم دین رسولؐ ہیں۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے عن علی بن ابی طالبؑ انہ قال للنبی امنا المہدی او من غیرنا یا رسول اللہ قال بل منا یختم اللہ بہ کما فتح بنا و بنا یستقذون من الشکر و بنا یولف اللہ بین قلوبہم بعد عداوتہ الفتنة کما الف بین قلوبہم بعد عداوة الشکر یعنی علیؑ نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ مہدیؑ ہماری اولاد سے ہے یا ہمارے غیر سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہماری اولاد سے ہے اس پر اللہ تعالیٰ اس کام کو ختم فرمائے گا جس کا آغاز ہم سے ہوا ہے اور ہمیں سے شرک سے نجات پائیں گے اور ہمیں سے فتنہ کی عداوت کے بعد لوگوں کے دلوں میں الفت ہو جائے گی جس طرح کہ شرک کی عداوت کے بعد دلوں میں تالیف ہوئی۔ اس حدیث کو ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی نے العرف الوردی میں نعیم بن حماد اور ابو نعیم سے تخریج کی ہے۔ عن علی قال قلت یا رسول اللہ امنآ آل محمدن المہدی ام من غیرنا فقال لا منا یختم اللہ بہ الدین کما فتح بنا دیننا ینقذون من الفتنة کما انقذ وامن الشکر و بنا یولف اللہ بین قلوبہم بعد عداوة الشکر و بنا یصبحون بعد عداوة الفتنة اخوانا کما اصبحوا بعد عداوة الشکر اخوانا فی دینہم۔ اس حدیث کے الفاظ اور پہلی حدیث کے الفاظ میں زیادہ اختلاف نہیں ہے۔ مگر بعضے الفاظ کا فرق ہے۔ پہلا یہ ہے کہ پہلی حدیث میں بختم اللہ بنا ہے اور دوسری حدیث میں بختم اللہ بہ الدین ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ جل شانہ مہدیؑ پر دین کو ختم کر دے گا مگر الفاظ کا فتح بنا سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بختم اور فتح کا مفعول لفظ دین ہی ہے کیونکہ آنحضرتؐ سے جس چیز کا آغاز ہوا ہے وہ دین جدید ہی ہے جو ادیان سابقہ کا ناخ ہے پس بختم کا بھی یہی لفظ دین مفعول ہے اس صورت میں پہلی حدیث کے الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ رسول اللہؐ سے دین اسلام کا آغاز ہوا ہے اور مہدیؑ پر دین اسلام کا انجام ہوگا چونکہ مہدیؑ ابن رسولؐ ہیں۔ آنحضرتؐ نے

دین کے آغاز و انجام کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے چنانچہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں بل منا متختم اللہ کما فتح بنا۔ اس سے آنحضرتؐ اور مہدیؑ میں کمال اتحاد معلوم ہوتا ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ مہدیؑ موعود اولاد فاطمہؑ سے ہیں کیونکہ اختتام دین جو مہدیؑ کا منصب ہے اس منصب کو آنحضرتؐ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ مہدیؑ خاتم دین اسلام ہیں۔ یہ امر کہ حضرت مہدیؑ نے کن احکام اسلام کو بیان کر کے اختتام دین فرمایا ہے اس کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ کا دعویٰ مہدیت عام افراد انسان پر ہوگا۔ واضح ہو کہ اس امر پر چند حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ اول یہ کہ ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے۔ قال علیہ السلام المہدی منی اجلی الجبہۃ اقلی الانف یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً یملک سبع سنین یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہدیؑ میری اولاد سے ہی اس کی پیشانی روشن اور اس کی ناک اونچی ہے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ واضح ہو کہ یملاء الارض قسطاً وعدلاً سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مہدیؑ کا دعویٰ عام ہوگا کیونکہ عدالت کو روئے زمین پر پھیلانے کے یہ معنی ہیں کہ مہدیؑ ان احکام کی عام افراد انسان میں ہدایت فرمائیں گے جو ان کے ضلالت سے بچنے کا سبب ہوں گے ورنہ روئے زمین پر عدالت کی اشاعت ممکن نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں روایت کی ہے عن ابن عباسؓ مرفوعاً لم تہلک امۃ انا فی اولہا و عیسیٰ فی اخرہا و المہدی فی وسطہا یعنی ابن عباسؓ سے مرفوعاً یہ روایت ہے کہ یہ امت ہلاک نہ ہوگی کیونکہ میں اول امت ہوں اور عیسیٰؑ آخر امت اور مہدیؑ وسط امت میں ہیں۔ اس حدیث سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ عام افراد انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اسی طرح مہدیؑ اور عیسیٰؑ بھی عام افراد انسان کی ہدایت اور ان کو ہلاکت سے بچانے کے لئے مبعوث ہوں گے۔ غرض ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہی ہے کہ مہدیؑ کی دعوت عام افراد انسان پر ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ کا پیدا ہونا ضروریات دین سے ہے اور اس کی کئی وجہیں ہیں پہلی یہ ہے کہ مہدیؑ کی خبر خبر مغیب ہے اور جو خبر مغیب خبر صادق یعنی آنحضرتؐ سے مروی ہے اس کا واقع ہونا ضرور ہے کیونکہ اگر وہ خبر واقع نہ ہوگی تو کذب لازم آئے گا چنانچہ خبر صادق سے جو کہ خطا سے معصوم ہیں اور مابینطق

عن الهوى اس کی شان ہے یہ صدور کذب مجال ہے تو اس خبر مغیب کا وقوع ضروری ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قول آنحضرتؐ سے ثابت ہے کہ مہدیؑ ہلاکت امت کے دافع ہیں پس جو شخص دافع ہلاکت امت ہو اس کا پیدا ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر ایسا شخص پیدا نہ ہوگا تو اس سے دو امر لازم آئیں گے۔ پہلا خبر مغیب کا واقع نہ ہونا اور اس کا عدم وقوع کذب منجر صادق کو مستلزم ہے دوسرا امر ہلاکت امت ہے جس کا رفع کرنا ضروری ہے۔ پس مہدیؑ کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ خاتم دین رسول اللہ ہیں اور جو شخص خاتم دین رسولؐ ہے اس کا وجود ضروری ہے پس مہدیؑ کا وجود ضروری ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے ومنها قوله عليه السلام لا تذهب الدنيا ولا تنقضي حتى يملك رجل من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي وفي رواية وخلقه خلقى ويحتمل الفتح والضم والله اعلم والحديث رواه احمد وابوداؤد والترمذى عن ابن مسعود وفي رواية الترمذى بسند صحيح ولفظه يلى رجل من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي لولم يبق من الدنيا الا يوم واحد لطول الله ذالك اليوم حتى يلى۔ یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ دنیا پوری نہ ہوگی جب تک کہ ایک شخص میری امت سے مالک نہ ہو جائے جو میری اہل بیت سے اور میرا ہمنام ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کا خلق میرا خلق ہے۔ ملا علی القاری کہے ہیں کہ خلق کو بالضم اور بالفتح پڑھنے کا احتمال ہے۔ واللہ اعلم اس حدیث کو احمد بن حنبل و ابو داؤد و ترمذی نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ ترمذی کی ایک صحیح روایت میں لفظ یملک کی جگہ میں لفظ یلی ہے یعنی میری اہل بیت سے ایک شخص امت کا والی ہوگا جو میرا ہمنام ہے اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ دراز فرمائے گا۔ تا آنکہ اس دن میں وہ والی ہو جائے اس حدیث کے الفاظ سے یہ معنی صاف ظاہر ہیں کہ مہدیؑ کے پیدا ہونے تک دنیا ختم نہیں ہوتی بلکہ آپ کے پیدا ہونے کے بعد جب اللہ چاہے گا دنیا ختم ہو جائے گی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا پیدا ہونا ضروری ہے۔

اس حدیث سے بعض علماء نے دو امر کا استنباط کیا ہے۔ پہلا یہ امر ہے کہ مہدیؑ دنیا کے آخری ایام میں پیدا ہوں گے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ مہدیؑ بادشاہ ہوں گے۔ پہلے امر کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس مفہوم پر دلالت الٰہیہ ہے کہ مہدیؑ کی بعثت ضروری ہے اور اگر اس سے یہ مراد لی جائے کہ مہدیؑ دنیا کے آخری ایام

میں پیدا ہوں گے تو یہ مفہوم بعض صحیح حدیثوں سے متعارض ہوتا ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اول امت میں ہوں اور عیسیٰؑ آخر امت میں ہیں اور مہدیؑ وسط امت میں ہیں چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے۔ کیف تہلک امتی انا فی اولھا و عیسیٰ فی آخرھا و المہدی من اہل بیٹی فی وسطھا۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مہدیؑ امت رسول اللہؐ کے وسط میں ہیں اور عیسیٰؑ امت رسول اللہؐ کے آخر میں ہیں۔ اگر مہدیؑ آخر امت میں ہوں گے تو تعارض لازم آئے گا۔ اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعض حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ عیسیٰؑ اور مہدیؑ ایک زمانہ میں ہوں گے اور دجال کے قتل میں آپؐ کی مدد کریں گے۔ اس صورت میں حدیث مذکور اور ان حدیثوں میں مطابقت ہو جائے گی۔ اور حدیث کیف تہلک امتی الخ غریب ہو جائے گی۔ چونکہ حدیث مذکور دیگر حدیثوں سے مطابقت ہو جاتی ہے لہذا قوی ہو جائے گی اور حدیث کیف تہلک چونکہ غریب ہے ان حدیثوں کے مقابلہ میں ضعیف سمجھی جائے گی۔ اس کا یہ جواب ہے کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ کا ایک زمانہ میں ہونا باطل ہے کیونکہ جب یہ دونوں خلیفۃ اللہ ہیں تو ان دونوں سے امت رسول اللہؐ کو بیعت کرنا فرض ہے لیکن رسول اللہؐ کے بعد دو خلیفوں کا ایک وقت میں جمع ہونا باطل ہے چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے اذا بویع خلیفتان فاقتلوا احدھما۔ یعنی جب دو خلیفے بیعت لینے لگیں گے تو ان میں سے ایک کو قتل کر دو۔ پس دو خلیفوں کا ایک زمانہ میں ہونا باطل ہے اور عقلاً بھی دو ایسے خلیفوں کی ایک وقت میں ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو بالاستقلال حکومت رکھتے ہوں کیونکہ ان دونوں کی دعوت متحد ہوگی یا نہ ہوگی۔ قسم اول میں ایک خلیفہ بے کار ہے اور اگر متحد نہ ہوگی تو دونوں کے احکام کو ایک وقت میں ادا کرنے سے امت قاصر رہے گی۔ پس کسی سے ان کے غیر متحدہ فرائض ادا نہ ہو سکیں گے۔ اس سے ثابت ہے کہ بعض حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک وقت میں ہوں گے ضعیف ہیں اور روایت و درایت کے مخالف ہیں پس حدیث کیف تہلک امتی الخ صحیح و قوی ہے۔ دوسرے امر کا جواب یہ ہے کہ یملک رجل کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص ان کا حاکم ہوگا یعنی اہل دنیا پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا حکم کرے گا اور ان کو اس کی نافرمانیوں سے بچائے گا۔ اور یلی رجل کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص ان کی ہدایت کا والی ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ حکومت اور ولایت کا وجود سلطنت و امارت کے لئے مستلزم نہیں ہے کیونکہ سب انبیاء علیہم السلام حاکم اور نواہی اور والی ہدایت و ارشاد ہیں مگر بادشاہ و امیر نہیں

ہیں۔ آنحضرتؐ جن کی دعوت عام انس و جن پر ہے اور آپؐ ہقیقۃً مالک و والی دین و دنیا ہیں مگر آپؐ بھی بادشاہ و امیر نہیں ہیں۔ اسی طرح امام مہدیؑ بھی مالک و والی دین و دنیا ہیں مگر آپؐ بھی بادشاہ و امیر نہیں ہیں اور نیز چونکہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں حاکم و والی ہیں کیونکہ اللہ کا خلیفہ ہی اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حاکم و والی ہوگا اور خلافتِ الہی حقیقی حکومت و ولایت ہے پس جن لوگوں نے اس حکومت و ولایت سے حکومت ظاہری یعنی سلطنت مراد لی ہے غور و تامل نہیں کیا ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ ابو بکر صدیقؓ سے افضل ہیں۔ واضح ہو کہ مہدیؑ کا ابو بکر صدیقؓ سے افضل ہونا کئی وجہ سے ثابت ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ کا معلم اور مصلح خود اللہ جل شانہ ہے چنانچہ حدیث یصلحہ اللہ فی لیلۃ اسی بات پر دلالت کرتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں چنانچہ حدیث ثوبانؓ سے یہی بات ظاہر ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے اور مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے حق میں یہ تخصیص کی ہے کہ ہم سب ہلاکت امت کے دافع ہیں۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ خاتم دین ہیں چنانچہ ختم اللہ بہ الدین سے یہی ظاہر ہے۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ معصوم ہیں چنانچہ حدیث ثوبانؓ سے جس میں یہ ذکر کیا گیا ہے فانہ خلیفۃ اللہ المہدیؑ یہی ظاہر ہے۔ چھٹی وجہ یہ ہے کہ مہدی صاحب دعوت ہیں۔ ساتویں وجہ یہ ہے کہ مہدی کی دعوت عامہ ہے چنانچہ حدیث یملاء الارض قسطاً و عدلاً اسی پر دلالت کرتی ہے۔ پس جس کا معلم خدا ہے وہ اس سے افضل ہے جس کا معلم رسول خدا ہے اور جو مستقل دافع ہلاکت ہے وہ اس سے افضل ہے جس کے لئے یہ نص نہیں ہے اور جو شخص خلیفۃ اللہ ہے اس سے افضل ہے جو خلیفۃ رسول اللہ ہے اور جو خاتم دین ہے وہ اس سے افضل ہے جو خاتم دین نہیں ہے اور جو معصوم ہے وہ اس سے افضل ہے جو معصوم نہیں ہے اور جو شخص صاحب دعوت ہے اس سے افضل ہے جو صاحب دعوت نہیں ہے۔ غرض مذکورہ فضائل سے مہدیؑ موصوف ہیں اور ان ہی فضائل عالیہ کی وجہ سے آپؐ ابو بکر صدیقؓ سے افضل ہیں۔ ملا علی القاری نے رسالۃ المہدیؑ میں ذکر کیا ہے وفی اطلاق خلیفۃ اللہ علیہ دلالة واضحة علی علو شانہ و رفعة مکانہ وهو اوضح فی تعظیم امرہ من قولہ تعالیٰ فی حق آدم علیہ السلام عند ذکرہ واذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفۃ ومن قولہ سبحانہ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض الایۃ والحاصل ان ہذہ منقبۃ علة وربما یکون المہدی

افضل من الصديق من هذه الحیثیة فانه یقال له خلیفۃ رسول اللہ لا خلیفۃ اللہ۔ یعنی مہدی کی شان میں خلیفۃ اللہ کا لفظ جو حدیث شریف میں مروی ہے آپ کی عالی شان اور رفعت مکان پر دلالت کرتا ہے۔ اور لفظ خلیفۃ اللہ آپ کی تعظیم میں اس لفظ خلیفہ سے زیادہ واضح ہے جو اللہ جل شانہ نے آدم اور داؤد کے حق میں فرمایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہ بہت بڑی منقبت ہے۔ اور اس خلیفۃ اللہ ہونے کی وجہ سے مہدی ابو بکر صدیقؓ سے افضل ہیں کیونکہ ابو بکر صدیقؓ خلیفۃ رسول اللہ ہیں خلیفۃ اللہ نہیں ہیں۔ واضح ہو کہ ملا علی القاری نے جو یہ تصریح کی ہے کہ لفظ خلیفۃ اللہ سے مہدی کی شان زیادہ واضح ہے حضرت آدم اور حضرت داؤد کی شان میں اتنا واضح نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آدم کی شان میں آیت انی جاعل فی الارض سے خلافت ثابت ہوتی ہے اور اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آدم اللہ کے خلیفہ ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس خلیفہ کے یہ معنی لئے جائیں آدم زمین کے حاکم ہیں اور داؤد کی شان میں بھی خلیفہ کا جو اطلاق ہوا ہے اسی معنی کا محتمل ہے مگر مہدی کی شان میں لفظ خلیفہ کا جو اطلاق ہوا ہے اس احتمال سے خالی ہے کیونکہ آپ کی شان میں لفظ خلیفہ ہی نہیں کہا گیا ہے بلکہ خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے ظاہر ہے کہ اس کے یہی معنی ہیں کہ مہدی اللہ جل شانہ کے خلیفہ ہیں پس اس لفظ سے یہ احتمال پیدا نہیں ہو سکتا کہ مہدی حاکم زمین ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدی کی اتباع فرض ہے اور اس کی کئی وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ مہدی خلیفۃ اللہ ہیں اور جو شخص خلیفۃ اللہ ہے اس کی اتباع فرض ہے پس مہدی کی اتباع فرض ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مسند ابونعیم میں یہ روایت ہے عن ابن عمرؓ انه قال قال علیہ السلام یخرج المہدی وعلی راسہ ملک ینادی ان هذا المہدی فاتبعوه یعنی ابن عمرؓ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی نکلے گا اور اس کے سر پر ایک فرشتہ یہ آواز دے گا کہ یہ مہدی ہے اس کی اتباع کرو۔ اس حدیث کو ملا علی القاری نے رسالت المہدی میں ذکر کیا ہے اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے بھی العرف الوردی میں یہ روایت لکھی ہے۔ ابونعیم نے دوسری روایت میں جو ابن عمرؓ سے کی ہے لفظ ملک کی جگہ غماتہ لکھا ہے۔ اور حدیث ثوبانؓ میں جو سابق میں مذکور ہوئی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے فبایعوه ولو حبواً علی الثلج فانه خلیفۃ اللہ المہدی۔ یعنی تم اس کے ہاتھ پر بیعت کرو اگرچہ برف پر سے گزرو کیونکہ وہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں آنحضرتؐ نے امت کو صیغہ امر سے خطاب فرمایا ہے

اور اس امت سے وہی لوگ مراد ہیں جن میں مہدیؑ مبعوث ہوں گے اس عام امت کو آنحضرتؐ نے یہ خطاب کیا ہے کہ اس مہدیؑ کی اتباع کرو اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرو اگر اس کے زمانے میں موجود ہو اگر اس کے زمانے میں موجود نہ ہو تو اس کی اتباع کرو اور حدیث ثوبان میں اس اتباع کی خود یہ وجہ بتائی ہے کہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں پس آپ کی اتباع فرض ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مہدی ہلاکت امت کے دافع ہیں جو دافع ہلاکت ہو اس کی اتباع فرض ہے پس مہدیؑ کی اتباع فرض ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ خاتم دین رسول اللہ ہیں اور خاتم کی اتباع فرض ہے۔ کیونکہ اگر اس کی اتباع فرض نہ ہوگی تو وہ احکام مہمل ہو جائیں گے جن سے اختتام دین ہوا ہے غرض احادیث مذکورہ سے یہ امر ثابت ہے کہ امام مہدیؑ کی اتباع فرض ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ احکام موجودہ کے علاوہ احکام جدیدہ کی دعوت بھی فرمائیں گے۔ اس باب میں جو حدیثیں ذکر کی گئی ہیں ان میں بعض حدیثیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں ذکر کی جاتی ہیں۔ پہلی حدیث یہ ہے کہ رسولؐ نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا کی ایام سے ایک دن بھی باقی رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا بڑھائے گا کہ اس دن میں مہدیؑ پیدا ہو جائیں۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ رسولؐ نے فرمایا ہے کہ مہدیؑ خاتم دین ہے۔ اس حدیث کی روایت طبرانی نے کی ہے۔ تیسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں۔ اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور اس ہی حدیث میں آنحضرتؐ نے اپنی امت کو خطاب کر کے فبايعوه ولو جوبوا علی النکاح فرمایا ہے اور ابن عمرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی امت کو فاجعوه کا خطاب فرمایا ہے۔

پہلی حدیث سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مہدیؑ کے ذمہ اللہ جل شانہ نے کوئی ایسی اہم و مخصوص خدمت دین اسلام رکھی ہے کہ اس خدمت اہم کی انجام دہی کے بغیر دنیا کا اختتام ممکن نہیں ہے۔ مگر اس حدیث سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیا خدمت ہے۔ جس کے پہلے دنیا ختم نہیں ہو سکتی۔ اس خدمت کی توضیح خود آنحضرتؐ نے دوسری حدیث میں فرمائی اور وہ یہ ہے کہ مہدیؑ خاتم دین ہیں اور اختتام دین اسلام آپ کی خدمت ہے۔ مخفی نہ رہے کہ خاتم دین کے لفظ سے اس امر پر بھی دلالت ہے کہ مہدیؑ دین کا اختتام ان بعض احکام کی تبلیغ سے فرمائیں گے جن کی عام تبلیغ آنحضرتؐ نے اپنے زمانہ میں بطریق فرض و وجوب نہیں کی ہے۔ کیونکہ اگر مہدیؑ کا کسی حکم جدید کی تبلیغ نہ فرمانا اور احکام موجودہ کی ہی اشاعت کرنا رسول اللہؐ



کے علم میں ہوتا اور آپ کو خدا سے یہی معلوم ہوتا تو آپ یہ ارشاد نہیں فرماتے کہ مہدیٰ خاتم دین ہیں بلکہ آپ یہ فرماتے کہ مہدیٰ ناصر دین ہیں پس آپ یختم اللہ بہ الدین نہ فرماتے اور یمنصر اللہ بہ الدین فرماتے۔ جب آنحضرتؐ نے یختم اللہ بہ الدین فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ مہدیٰ احکام جدیدہ کی تبلیغ سے دین اسلام کا اختتام فرمائیں گے۔ ان احکام جدیدہ کی تبلیغ اہم جو مہدیٰ کی مخصوص خدمت ہے مہدیٰ کی بعثت کا موجب ہے ان احکام جدیدہ کا علم مہدیٰ کو بطریق وحی جدید نہیں ہے بلکہ ان کا انشاء و ماخذ قرآن مجید ہے۔ اور یہ سب احکام قرآن مجید میں موجود ہیں لیکن ان کی فرضیت و وجوبیت کی تعلیم آپ کو من جانب اللہ ہوا کرے گی اور وقتاً فوقتاً آپ ان احکام کی تبلیغ بطور فرض و وجوب فرمائیں گے۔ پس آیت

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتيٰ كے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے سب احکام اتار دئے اور اپنی نعمت پوری کر دیئے یعنی دین کا کمال و اتمام تنزیل کی جہت سے ہو گیا اب اس کے بعد کسی حکم جدید کی تنزیل نہ ہوگی۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ اکمال و اتمام تنزیل اور اس کی عام تبلیغ میں لزوم نہیں ہے۔ لہذا آنحضرتؐ نے جن احکام منزلہ کی تبلیغ عام کا آپ کو اللہ تعالیٰ سے علم ہوا ان کی عام تبلیغ فرمائی اور جن احکام منزلہ کی تبلیغ عام اللہ تعالیٰ کے علم میں مہدیٰ کے مفوض تھی ان کی تبلیغ مہدیٰ کے ذمہ کر دی اور مہدیٰ کی بعثت کی امت کو بشارت دیدی اور فرمایا کہ مہدیٰ خاتم دین ہے یعنی دین اسلام کے احکام کا اختتام اسی کی ذات سے ہوگا۔

## دوسرا باب

مہدیؑ کی جمعی کے بیان میں۔ اس بات میں کئی فصل ہیں

فصل۔ مہدیؑ کے ظہور کے بیان میں۔ احادیث صحیحہ میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ مہدیؑ کا ظہور کسی خاص زمانہ میں ہوگا۔ بلکہ علمائے متقدمین نے اتفاق کیا ہے کہ اللہ جل شانہ جب چاہے گا مہدیؑ کو پیدا کرے گا چنانچہ ہم نے پہلے باب میں اس قول کو نقل کیا ہے اور اس کے یہ الفاظ ہیں فذهب العلماء الى انه امام عادل من ولد فاطمة ۛ یخلقه الله تعالى متى شاء ويعتبه نصره لدینہ۔ یعنی علماء متقدمین نے یہ اتفاق کیا ہے کہ مہدیؑ امام عادل اور فاطمہؑ کی اولاد سے ہے اس کو جب اللہ چاہے گا پیدا کرے گا اور نصرت دین کے لئے اس کی بعثت ہوگی۔ غرض مہدیؑ کے ظہور کا کوئی خاص زمانہ نہیں ہے۔ واضح ہو کہ ہم کو اس قول کے اخیر جملہ میں بحث ہے اور وہ یہ ہے کہ مہدیؑ اگرچہ ناصر دین ہیں مگر آپ محض اسی خدمت پر مامور نہیں ہیں بلکہ آپ ناصر دین ہونے کے علاوہ خاتم دین بھی ہیں چنانچہ ہم نے پہلے باب میں اس حدیث کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کیونکہ اگر آپ محض ناصر دین ہوتے تو آنحضرت آپ کی شان میں ینصر اللہ بہ الدین فرماتے تھے اللہ بہ الدین نہ فرماتے۔ ہم نے اگلی فصل میں بھی یہ بحث کی ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ مبعوث ہوئے اور اپنی مہدیت کی دعوت کی۔ امام کا اسم گرامی سید محمد ہے اور آپ کی پیدائش کا مقام شہر جوینور ہے۔ یہ شہر ہندوستان کے مشہور شہروں سے ہے آپ ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہے آپ کا نسبی سلسلہ حضرت امام حسینؑ کے پاس پہنچتا ہے العقاید حصہ دوم میں ہم نے آپ کے نسبی سلسلہ کا ذکر کیا ہے لہذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے تولد کے وقت میں بہت سے خوارق ظاہر ہوئے جن کا تفصیلی ذکر سیر کی کتابوں میں کیا گیا ہے۔ آپ کے پیدا ہونے کے وقت میں شہر جوینور کے لوگوں نے ہرجگہ اور ہرحملہ میں یہ آواز سنی۔ جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً۔ شیخ دانیالؒ نے جو اس وقت علماء کبار سے تھے جب شب میں یہ آواز سنی تو متحیر ہو گئے اور منتظر تھے کہ کیا خبر سنائی دیتی ہے اس کے کچھ دیر بعد سید عبداللہ نے آپ کو یہ خبر دی

کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اس بچہ کے عجیب واقعات ہیں اس بچہ کے پیدا ہونے کے وقت اس کے دونوں ہاتھ شرمگاہ کو چھپائے ہوئے تھے اس بچہ پر کبھی نہیں بیٹھتی اس کے رونے میں ایک خاص جذب ہے۔ شیخ چونکہ محدث تھے ان واقعات کو سنکر متعجب ہوئے اور تاڑ گئے کہ یہ بچہ مہدی موعود ہے۔

بچپن ہی سے آپ شریعت رسول اللہ کے تابع تھے آپ کے ہر قول و فعل سے اتباع رسول اللہ ظاہر ہوتی تھی۔ آپ کے اخلاق وہی تھے جو آنحضرتؐ کے اخلاق تھے کم سنی میں آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک متبحر عالم ہو گئے تھے تا آنکہ علمائے وقت نے آپ کو ”اسد العلماء“ کا خطاب دیا تھا۔ آپ کو اللہ کی عبادت میں استغراق رہتا تھا اس عالم کی آپ کو خیر نہیں تھی۔ نماز کے وقت آپ کو اس عالم کی خبر ہوتی تھی اور وضو کر کے نماز ادا کرنے کے بعد پھر آپ استغراق میں رہتے تھے بارہ برس تک آپ کو استغراق رہا اس زمانہ میں آپ کی غذا بہت کم تھی۔ جب آپ کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دعویٰ مہدیت کیا۔ جب آپ نے دعویٰ مہدیت کا اعلان کیا ہے آپ صاحب عقل و شعور تھے۔

فصل۔ مہدی کے تابع رسول اللہ ﷺ ہونے کے بیان میں۔ مہدی نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ انی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول اللہ کا تابع ہوں اور نیز فرمایا ہے کہ اگر کسے خواہد کہ صدق مارا معلوم کند باید کہ از کلام خدا و از اتباع رسول اللہ در احوال و اعمال ما بجوید و فہم کند کما قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی یعنی جو شخص ہماری سچائی دیکھنا چاہتا ہے اس کو یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے اعمال و احوال میں اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن مجید اور رسول اللہ کی اتباع پائی جاتی ہے یا نہیں جب ان دونوں میں ہماری اتباع کو پائے تو ہمارے کلام کو سچا جانے پھر آپ نے آئیر کریمہ قل ہذہ سبیلی الخ کو پڑھ کر اس پر استدلال فرمایا ہے کہ میرا دعویٰ رسول اللہ کے دعویٰ کے مخالف نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ توحید پر اللہ کی طرف بلا تے تھے اور میں بھی توحید پر اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تا ہوں۔ بصیرت و توحید کے معنی پر ہم آئندہ بحث کریں گے۔ واضح ہو کہ من اتبعنی میں جو کلمہ من موجود ہے اس سے مہدی مراد ہیں چنانچہ آپ کے اس فرمان سے یہی بات معلوم ہوتی ہے دیگر علماء نے اس کلمہ ”من“ سے عام تابعان رسول اللہ مراد لی ہے مگر ان کا یہ قول ظنی ہے اور مہدی کا قول مذکور اس وجہ سے کہ آپ خلیفۃ اللہ ہیں قطعی ہے لہذا ہمارے پاس اس ”من“ سے مہدی ہی سے مراد لی جاتی ہے یہ دونوں روایتیں جو ہم نے ذکر کی ہیں

بندگی میاں سید خوند میرؒ صدیق ولایت کے عقیدہ شریفہ میں موجود ہے اور بندگی میاں سید خوند میرؒ نے مکتوب ملتانی میں فرمایا ہے متابعت در ہمہ احکام کند یعنی مہدیؑ سب احکام شریعت میں رسول اللہؐ کی متابعت کرتے ہیں۔ ان اقوال سے ثابت ہے کہ مہدیؑ شریعت رسول اللہ کے تابع ہیں اور اسی تابعت کو مہدیؑ نے اپنے مہدی ہونے پر استدلال فرمایا ہے مگر آپ ایسے تابع نہیں ہیں جس طرح کہ صحابہ رسول اللہ اور ائمہ اہل بیت رسول اللہ تابع ہیں بلکہ آپ اس وجہ سے کہ خلیفۃ اللہ تابع معصوم ہیں اور مذکورہ تابعین کے معصوم ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے پس مذکورہ تابعین کی جمعیت خطا سے خالی نہیں ہے اور مہدیؑ اس وجہ سے کہ خلیفۃ اللہ ہیں تابع معصوم ہیں لہذا ہمارے پاس آپ کو صرف تابع نہیں کہتے ہیں بلکہ ”تابع تام“ کہتے ہیں۔ یہ بات کہ مہدیؑ جب تابع رسول اللہ ہیں تو کن کن امور میں آپ کی اتباع کرتے ہیں۔ اس کا جواب خود بندگی میاں سید خوند میرؒ صدیق ولایت نے ”رسالہ بعض الآیات“ میں ذکر فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے قلنا یتبعہ فی احکام الشریعة بالوحی و فی الدعوة الی اللہ و فی احوالہ و اقوالہ۔ یعنی ہم جواب دیتے ہیں کہ مہدیؑ رسول اللہ کے ان احکام شریعت کی اتباع کرتے ہیں جن کی آپ پر وحی کی گئی ہے اور دعوت الی اللہ میں اور آپ کے احوال و اقوال میں اتباع کرتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مہدیؑ قرآن اور سنت رسول اللہ کی اتباع کرتے ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں قطعی ہیں اور قیاس مجتہد کی اتباع نہیں کرتے اس وجہ سے کہ مجتہد کی رائے خطا سے خالی نہیں ہے اور نیز معصوم کو اتباع غیر معصوم جائز نہیں ہے۔ اسی واسطے مہدیؑ نے فرمایا ہے ”ما بہ یتبع مذہب مقید نہ ایم“ یعنی کسی مجتہد کے مذہب سے آپ مقید نہیں ہیں۔ یہ روایت عقیدہ شریفہ میں مروی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ ”ہر عمل و بیان کہ از بندہ است از تعلیم خدا و با اتباع مصطفیٰ است“۔ یعنی جو عمل اور بیان بندہ سے ظاہر ہوتا ہے وہ سب خدائے تعالیٰ کی تعلیم اور مصطفیٰ کی اتباع سے ہے یہ روایت عقیدہ شریفہ میں مروی ہے۔ واضح ہو کہ شریعت منزلہ میں سنت متواتر رسول بھی داخل ہے اور اجماع قطعی بھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اتباع اجماع بعینہ اتباع قرآن مجید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین اور نیز فرماتا ہے و من یتبع غیر سبیل المؤمنین ان ان آتوں سے اجماع کا دلیل قطعی ہونا ثابت ہے اجماع کے سب اقسام میں اجماع صحابہ جو سکوئی نہ ہو قطعی ہے اور اس کا منکر کافر ہے اگرچہ قیاس کا استنباط بھی قرآن مجید سے کیا گیا ہے مگر چونکہ اس میں رائے مجتہد کا زیادہ دخل ہے لہذا اس میں خطا کا احتمال ہے۔

مہدیٰ ان احادیث کے تابع نہیں ہیں جن میں ظن ہو بلکہ ان احادیث کی تصحیح مہدیٰ کے قول و عمل سے ہوگی بشرطیکہ اس کی روایت ہمارے پاس تو اتر کے ذریعہ سے پہنچی ہو چنانچہ مہدیٰ نے فرمایا ہے کہ ”در احادیث بسیار اختلاف است و آن صحیح شدن مشکل است بر حدیثے کہ موافق حال این بنده باشد آن صحیح است“ یہ روایت عقیدہ شریفہ میں مروی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مہدیٰ خلیفہ اللہ ہیں آپ کا ہر قول و فعل و حال خطا سے خالی ہے اور احادیث کی یہ حالت نہیں ہے کیونکہ ان کی روایت کے سلسلہ میں جو راوی ہیں معصوم نہیں ہیں لہذا ان کی روایت خطا سے خالی نہیں ہے پس ان کی روایت سے یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کہا ہے اور کیا ہے لیکن جب اس روایت کے سلسلے کثیر ہوں اور صحابہ کی ایک جماعت کثیر تک یہ سلسلے پہنچتے ہوں تو اس سے احتمال زایل ہو جاتا ہے۔ ایسی حدیثوں کو احادیث متواترہ کہتے ہیں۔ یہ حدیثیں ان احادیث سے جن کی یہ صفت نہیں ہے مستثنیٰ ہیں ان کی اتباع فرض ہے اور ان کا منکر کافر ہے۔ یہ حدیثیں مثل کتاب اللہ ہیں وہ اجماعیں جو سکوتی ہوں یا وہ اجماعیں جو صحابہ کے طبقہ کے بعد ہوئی ہیں سب ظنی ہیں ان کی تصحیح مہدیٰ کے قول سے ہونی ضروری ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مہدیٰ تابع رسول ﷺ اور صحیح احادیث رسول ﷺ ہیں آپ نے جو کچھ کہا ہے اور کیا ہے اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور اتباع رسول اللہ ﷺ سے کہا اور کیا ہے۔ آپ مذہب کے مقید نہیں ہیں۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیٰ مبین شریعت ہیں۔ زمانہ رسول اللہ میں اصول شریعت دو تھے ایک اصل کتاب اللہ یعنی قرآن مجید۔ دوسرا اصل سنت رسول اللہ ﷺ۔ سنت رسول اللہ ﷺ کا اصل ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان اور رسول اللہ کے قول و فعل کی اطاعت کرو۔ اور نیز اطاعت رسول اللہ کے لئے تاکید فرماتا ہے من اطاعہ فقد اطاع اللہ یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ اور نیز فرماتا ہے ما اتاکم الرسول فخذوه و ما نہاکم عنہ فانتہوہ یعنی رسول اللہ تم کو جو کہے اس کو اختیار کرو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ وحی کے دو قسم ہیں تملو۔ غیر تملو۔ جو وحی تملو ہے وہ قرآن مجید ہے اور جو غیر تملو ہے وہ سنت رسول اللہ ہے غرض رسول اللہ کے زمانہ میں شریعت کے یہی دو اصل تھے۔ آنحضرت کے بعد چونکہ وحی جبرائیلی کا دروازہ بند ہو گیا، ضرورت کے وقت میں صحابہ کو اجماع و قیاس کی

طرف توجہ کرنی پڑی۔ چونکہ اجماع و قیاس کا وجود بھی قرآن مجید سے اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ لہذا اجماع و قیاس بھی اصل ٹھیرائے گئے لیکن حقیقت میں یہ دونوں کتاب و سنت کی فرع ہیں اور سنت کتاب اللہ کی فرع ہے۔ صحابہؓ کے زمانہ میں شریعت کے چار اصل ہو گئے یعنی کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع۔ قیاس۔ سنت رسول اللہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں قطعی تھی مگر صحابہؓ کے زمانہ میں ہر حدیث قطعی نہیں رہی بلکہ وہ حدیث قطعی سمجھی گئی جس کی راوی ایک بڑی جماعت تھی اور باقی حدیثیں ظنی سمجھی گئیں۔ ان حدیثوں کو علماء اصول کی اصطلاح میں خبر واحد کہتے ہیں۔ خبر واحد فقہاء کے پاس واجب العمل ٹھیرائی گئی ہے قیاس کے علاوہ استحسان اور استصحاب کو بھی بعض مجتہدین و فقہاء نے حج شرعیہ میں مشارکیا اور بعضوں نے تعامل ناس کو بھی دلیل شرعی ٹھیرایا۔ ان چیزوں کے اعتبار سے سب احکام شرعی قطعی نہیں رہے کیونکہ مجتہدین ہر ایک اجتہاد میں مصیب نہیں ہیں۔ بلکہ ان سے خطا بھی ہوتی ہے۔ پس شریعت محمدیہ احکام قطعیہ اور ظنیہ سے مخلوط ہو گئی لہذا مہدی علیہ السلام نے شریعت حقہ کا بیان کرنا شروع کیا اور احکام صحیحہ قطعیہ سے عام اطلاع دی۔ اسی واسطے مہدیؑ کو ہمارے پاس مبین شریعت بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایتؒ نے عقیدہ شریفہ میں اس کی تصریح کی ہے اور مہدیؑ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ بندہ شریعت مصطفیٰؐ بیان می کند اگر حقیقت بیان کر دے شاموختہ گردیدندے اور اسی بیان شریعت کے اعتبار سے مہدیؑ کو ناصر دین بھی کہتے ہیں۔ مگر آپ کا یہ لقب ہمارے فرقہ میں متعارف نہیں ہے۔ غرض مہدیؑ نے شریعت محمدیہ میں بالکل تصرف نہیں کیا بلکہ احکام شریعت حقہ کی پوری اتباع کی اور بدعتوں کا بالکل استیصال کر دیا۔

فصل۔ مہدی علیہ السلام کی دعوت کے بیان میں۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ سیدنا سید محمد جو پوری نے یہ دعویٰ فرمایا کہ میں ہی مہدی موعود ہوں جس نے میری تصدیق کی وہ مومن ہے اور جس نے میری مہدیت کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ یہ دعوت آپ نے خدا کے حکم سے کی آپ کا دعویٰ قطعی ہے اور تو اتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔ یہ دعویٰ کسی قید کے ساتھ مقید ہے اور نہ کسی شرط کے ساتھ مشروط۔ غرض یہ دعویٰ محکم و قطعی ہے پس جس نے آمنت بالمہدی الموعود کہا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے پاس مومن ہو جائے گا۔ عام ازیں کہ وہ عامل ہو یا قاصر العمل ہو۔ ترک دنیا کرے یا نہ کرے اس کی بحث آئندہ فصلوں میں آئے گی چنانچہ بندگی میاں سید خوند میرؒ نے عقیدہ شریفہ میں لکھا ہے ہر کہ از مہدیت این ذات انکار کند او از خدا

واذ کلام خدا و از رسول و منکر باشد اور نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ ایں حکم یعنی یہ حکم کہ مہدی موعود ہوں در خلق اظہار کردن مامور گشتیم یعنی میں اس دعویٰ کے کرنے پر اللہ کی طرف سے مامور ہوں کہ میں مہدی موعود ہوں۔ آپ نے دنیا کے بڑے بڑے سلاطین کے نام اپنی مہدیت پر ایمان لانے کے فرامین جاری فرمائے اور ان میں یہ بھی لکھا کہ اگر میں اپنے مہدی موعود ہونے کو ثابت نہ کر سکوں تو مجھے قتل کر دیا جائے۔

علماء وقت نے جب آپ کی دعوت سنی آپ سے مناظرہ کے لئے تیار ہوئے مگر جب مناظرہ ممکن نہ تھا مجادلہ اور مکابرہ کرنے لگے ان میں بعض نے خوارق عادات بھی طلب کئے۔ جب یہ معرکے طئے ہو گئے تو عداوت و حسد سے آپ کا مقابلہ کیا۔ سلاطین وقت کو آپ کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ طرح طرح کے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اذیتیں پہنچائیں۔ جن سلاطین پر علماء و فقہاء کا زیادہ دباؤ تھا انہوں نے آپ کو تکلیفیں دیں اور اپنی سرزمین سے اخراج کے حکم سنائے مگر آپ نے اس وقت تک ہجرت نہ کی جب تک کہ آپ کو اللہ جل شانہ سے ہجرت کرنے کا حکم نہ ہوا۔ جب آپ کو ہجرت کرنے کا حکم ہوا آپ نے ہجرت کی۔ جن سلاطین و علماء کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی انہوں نے آپ کے مہدی ہونے کی تصدیق کی۔ اور جن علماء و قضاة کو یہ خیال تھا کہ بعض حدیثیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ مہدی بادشاہ ہوگا اور یہ بادشاہ نہیں ہیں بلکہ ترک دنیا فرض بتاتے ہیں پھر ان کی تصدیق کیونکر کی جائے پس جب دنیا اور طلب دنیا میں رہ گئے۔ آنحضرتؐ نے دنیا کی سخت مذمت کی ہے اور فرمایا ہے حب الدنيا راس کل خطیئة۔ یعنی دنیا کی محبت سب خطاؤں کی سردار ہے اور نیز فرمایا ہے کہ الدنيا جيفة و طالبها کلاب یعنی دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین یتسحبون الحیوة الدنيا علی الآخرة و یتصدون عن سبیل اللہ و یغونها عوجاً اولئک فی ضلال بعید (سورہ ابراہیم - ۳) یعنی جو لوگ دنیا کو آخرت پر ترجیح دے کر دنیا چاہتے ہیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ کو تیز ہاراستہ سمجھتے ہیں یہ لوگ بڑے گمراہ ہیں اور نیز فرماتا ہے من کان یرید الحیوة الدنيا و زینتها نوف الیہم اعمالہم فیہا و ہم فیہا لا ینحسون۔ اولئک الذین لیس لہم فی الآخرة الا النار (ہود - ۱۵) یعنی جو شخص حیوة دنیا اور اس کی زینت کو چاہتا ہے ہم ان کے اعمال کو اس دنیا میں پورے

کر دیتے ہیں وہ اس دنیا میں گھاٹے میں نہیں ہیں۔ اس جماعت کے لئے آخرت میں سوائے دوزخ کے کوئی چیز نہیں ہے شیخ غزالی نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے وکان یحییٰ بن معاذ الرازی بقول لعلماء الدنيا قصوركم قيصرية وبيوتكم كسروية واثوابكم طاهرية و اخفافكم جالوتية ومراكبكم قارونية واوانيكم فرعونية ومآتمكم جاهلية ومذاهبكم شيطانية فاين الشريعة المحمدية۔ یعنی یحییٰ بن معاذ رازی فرماتے ہیں علماء دنیا کو یہ کہتے تھے تمہارے محل وقصر قیصری ہیں تمہارے مکان کسروی ہیں تمہارے لباس طاہری تمہارے کفش جالوتی تمہارے مرکب قارونی تمہارے برتن فرعونی تمہاری مجالس جاہلیت کی تمہارے طریقے شیطانی ہیں پس شریعت محمدیہ کہاں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ قرآن وحدیث متاع دنیا کی مذمت کرتے ہیں پھر مہدی دنیا کا بادشاہ کیونکر ہوگا بلکہ مہدی دین کا بادشاہ اور دینی حکومت کا خاتم ہے۔

فصل۔ مہدی کے مذہب کے بیان میں۔ مہدی علیہ السلام چونکہ خلیفۃ اللہ ہیں آپ نے ائمہ مجتہدین کی تقلید نہیں کی ہے کیونکہ امام معصوم کو امام غیر معصوم کی تقلید جائز نہیں ہے۔ چنانچہ بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت نے عقیدہ شریفہ میں یہ روایت کی ہے کہ مہدی نے فرمایا ہے ما بہ ہیج مذہب مقید نہ ایم۔ بلکہ آپ کا مذہب کتاب اللہ اور اتباع محمد رسول اللہ ہے چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ہر عمل و بیان کہ ازیں بندہ است از تعلیم خدا است و از اتباع مصطفیٰ است۔ ملا علی القاری نے جو یہ رائے لکھی ہیکہ مہدی مجتہد مطلق ہے غلط ہے کیونکہ جب مہدی کا خلیفۃ اللہ ہونا حدیث سے ثابت ہے تو اس وجہ سے کہ آپ خلیفہ خدا ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم ہونا مسلم ہے پھر ایسا شخص اپنی رائے اور اپنے اجتہاد سے کس طرح احکام کا استنباط کرے گا غرض آپ نہ مجتہد ہیں اور نہ کسی مجتہد کے مقلد ہیں۔ بلکہ آپ خلیفۃ اللہ ہیں اور آپ کا ہر قول و فعل تعلیم خدا اور اتباع محمد رسول اللہ سے ہے۔

فصل۔ ہماری پچھلی تقریر سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مہدی علیہ السلام کے دو منصب ہیں، ایک منصب بیان شریعت کا ہے چنانچہ ہم نے اس کا ذکر سابق میں کیا ہے۔ آپ کا دوسرا منصب ان احکام کی طرف دعوت کرنے کا ہے جن سے دین اسلام کا اختتام ہے یہ احکام بہ نسبت ان احکام کے جن کی عام دعوت رسول اللہ نے کی ہے زیادہ سخت ہیں۔ ان احکام کا تعلق امور دنیاوی سے نہیں ہے بلکہ ان احکام کے ذریعہ سے اعلیٰ



عبادت کا حکم دیا گیا ہے اگرچہ یہ سب احکام قرآن مجید اور حدیث شریف میں موجود ہیں مگر چونکہ ان میں زیادہ شدت تھی اور آنحضرت ﷺ نے ان کی عام دعوت بھی نہیں کی تھی، مجتہدین امت نے ان کی تفصیل کی طرف توجہ نہیں کی۔ اگرچہ یہ احکام بھی بہت ہیں مگر ان میں جو اہم اور بمنزلہ اصول سمجھے گئے ہیں یہ ہیں۔ ترک دنیا، ذکر خدا، توکل، عزلت، صحبت صادقان، طلب دیدار خدا، ہجرت۔ ہمارے پاس ان احکام کو احکام ولایت کہتے ہیں۔ ان سب احکام کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

مہدی علیہ السلام نے ان احکام کی طرف مستقل طور پر عام دعوت کی اور ان کے اسرار و حقائق امت محمدیہ پر بیان کئے۔ درحقیقت آپ کی بعثت ان ہی احکام کی دعوت کے لئے ہے چنانچہ بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت نے عقیدہ شریفہ میں مہدی سے روایت کی ہے۔ فرمودہ است حق تعالیٰ مارا کہ فرستادہ است مخصوص براے این است کہ آن احکام و بیان کہ تعلق بہ ولایت محمدی دارد بواسطہ مہدی ظاہر شود۔ یعنی مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ہم کو خاص اسی لئے بھیجا ہے کہ جو احکام ولایت سے متعلق ہیں مہدی کے واسطہ سے ظاہر ہو جائیں۔ اسی وجہ سے ہمارے پاس مہدی کو خاتم ولایت محمدیہ کہتے ہیں اور بعض متقدمین صوفیہ نے بھی آپ کو اسی اعتبار سے خاتم ولایت محمدیہ کہا ہے اور قوم کی بعض کتابوں میں اسی معنی کے لحاظ سے مہدی کو خاتم ولایت محمدیہ لکھا گیا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ مہدی نے اللہ جل شانہ کے حکم سے اس خاص خدمت پر مامور ہو کر ولایت محمدیہ کے احکام کی تبلیغ کی اور دین اسلام کے احکام کا اختتام ان احکام کی تبلیغ سے فرمایا۔

فصل۔ ہماری سابق کی تقریر سے ثابت ہے کہ مہدی پر ایمان لانا فرض ہے اور آپ کا انکار رسول اللہ ﷺ کا انکار کرنا ہے۔ پس مؤمنین کو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے جن کو سید محمد علیہ السلام کے مہدی ہونے کا انکار ہے اور اگر سہو سے کسی نے نماز پڑھ لی اس نماز کو دوبارہ پڑھنا فرض ہے چنانچہ بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت نے عقیدہ شریفہ میں مہدی سے روایت کی ہے و نیز فرمودہ است کہ بدنبال منکران مہدی نماز مگزارید اگر گزارده باشید باز بگردانید۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ مہدیت کے انکار کرنے والوں کے پیچھے نماز مت پڑھو اور اگر ادا کئے ہو تو دوبارہ نماز پڑھو۔ پس جو شخص

مہدی پر ایمان لایا ہے اور آپ کے سب فرائض کی تصدیق کرتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے اور اگر کسی فرض کا انکار کرتا ہے مثلاً ہجرت و صحبت صادقان وغیرہ تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ ایسا شخص یومنون ببعض و یکفرون کے حکم میں ہے اور اسی طرح ان لوگوں کے پیچھے بھی نماز درست نہیں ہے جو مہدی علیہ السلام کو نبی مشرع یا نبی غیر مشرع کہتے ہیں کیونکہ اس اعتقاد کو یہ امر مستلزم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ خاتم الانبیاء ہیں اور نہ سید محمد علیہ السلام مہدی موعود ہیں اور نیز ان لوگوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں ہے جو مہدی کو تابع تام محمد رسول اللہ کہنے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ مہدی نے اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنے مہدی ہونے کی دلیل کا جزو گردانا ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے اگر کسے خواہد کہ صدق مارا معلوم کند باید کہ از کلام خدا و از اتباع رسول اللہ در احوال و اعمال ما بجوید و فہم کند اور نیز ان لوگوں کے پیچھے بھی نماز درست نہیں ہے جو مہدی کو صرف ناصر دین کہتے ہیں اور خاتم دین نہیں کہتے حالانکہ آپ کی بعثت اختتام دین اسلام کے لئے ہے۔

باقی جھگڑے جو ولایت محمدیہ کے مخلوق ہونے یا غیر مخلوق ہونے میں یا اورائے ترک دنیا یا ایمان نیست کی روایت میں ہیں اصول و فروع مذہب میں داخل نہیں ہیں۔ پس یہ جھگڑے اس امر کے مانع نہیں ہیں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ حاصل یہ ہے کہ جن لوگوں کو کتاب خدا اور حدیث متواتر و فرائض مہدی سے کسی حکم کا انکار ہو ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اور جن کو ان امور میں کسی چیز کا انکار نہ ہو ان کے پیچھے نماز درست ہے۔

## تیسرا باب

ان احکام کے بیان میں جن کو مہدیؑ نے اپنے مومنین پر فرض گردانا ہے

فصل۔ صحبت صادقوں کے بیان میں۔ مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ صادق کی صحبت فرض ہے۔ صادق سے وہ شخص مراد ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کرے اور یہ اتباع اس کے قول و عمل سے ظاہر ہو۔ مہدی کے مبعوث ہونے کے بعد صادق کی تعریف ہمارے پاس یہ ہے کہ صادق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کرے اور اس کی یہ اتباع اس کے قول و عمل سے ظاہر ہو۔ صادق کی صحبت میں مومن شخص کارہنا اس وجہ سے فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین (التوبہ۔ ۱۱۹) یعنی اے مومنو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صادقین کی صحبت میں رہو پس ہر مومن کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور کسی صادق کے ہمراہ رہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ایک ایسا فرض ہے جو بالکل ظاہر ہے۔ صحبت صادق کے فرض ہونے کی وجہ ہے کہ کوئی صیغہ امر ہے اور صیغہ امر فرضیت حکم پر دلالت کرتا ہے جب کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ موجود نہ ہو جو اس فرضیت کا مانع ہو۔ اس آیت کریمہ میں کوئی اسی طرح واقع ہے یعنی اس کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں ہے جو اس حکم کا مانع ہو۔

فصل۔ ذکر کثیر کے بیان میں۔ مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ ذکر کثیر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً (الاحزاب۔ ۴۱) اور نیز فرماتا ہے واذکر ربک... بالغدو والآصال (الاعراف۔ ۲۰۵) ان آیتوں میں واذکر جو صیغہ امر موجود ہے ذکر کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔

فصل۔ طلب دیدار خدا کے بیان میں۔ مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طلب دیدار خدا فرض ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کان فی هذه اعمیٰ فهو فی الآخرة اعمیٰ (الاسراء: ۷۲) یعنی جو شخص دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔ اس آیت سے طلب دیدار خدا کی فرضیت ثابت ہے۔

فصل۔ ترک دنیا کے بیان میں۔ مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ترک دنیا فرض ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

من كان يريد الحيوة الدنيا و زينتها نوف اليهم اعمالهم فيها وهم فيها لا يبخسون۔  
 اولئك الذين ليس لهم فى الاخرة الا النار۔ (هود۔ ۱۵) یعنی جو لوگ دنیا اور اس کی زینت چاہتے  
 ہیں ہم ان کے اعمال اُن کے لئے پورے کر دیتے ہیں۔ وہ لوگ اس میں گھائے میں نہیں ہیں۔ ان لوگوں  
 کے لئے آخرت میں دوزخ کے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ دنیا کی خواہش ایسا  
 امر ہے کہ اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے عذاب دوزخ رکھا ہے اس آیت میں لفظ من عام ہے اور اس کا عموم  
 مومن و کافر کو شامل ہے۔ تنویر الہدایہ میں ہم نے فصول مذکورہ کی زیادہ توضیح کی ہے۔

فصل۔ عزلت خلق کے بیان میں۔ عزلت سے مراد ان لوگوں سے یکسوئی اختیار کرنا ہے جو بول و لعب کو دین  
 سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وذر الذين اتخذوا دينهم لعباً و لهواً۔ (الانعام۔ ۷۰) مہدیؑ  
 نے عزلت خلق کو فرض فرمایا ہے کیونکہ کلمہ ذر جو صیغہ امر ہے فرض و وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

فصل۔ توکل کے بیان میں۔ مہدی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا فرض ہے کیونکہ جو شخص اللہ  
 تعالیٰ پر توکل نہیں کرتا اور اسباب کو مستقل موثر سمجھتا ہے تو وہ مشرک ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس طرح سمجھنا  
 کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين۔ (آل عمران۔ ۱۵۹) توکل کے مراتب و  
 اقسام تنویر الہدایہ میں مذکور ہیں ملاحظہ کیا جائے۔

فصل۔ ہجرت کے بیان میں۔ مہدی علیہ السلام نے ہجرت کو فرض گردانا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جس سر  
 زمین پر مخالفین کی طرف سے اداء احکام دین کی ممانعت ہو، مومنین پر فرض ہے کہ ایسی سر زمین سے ہجرت  
 کریں اور ایسی جگہ چلے جائیں جہاں اطمینان سے خدا کی بندگی کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالوا الم تکن  
 ارض الله واسعة فتهاجروا فيها فاولئك ماواهم جهنم و ساءت مصيراً۔ (النساء۔ ۹۷)  
 یعنی کفار کے شہروں سے جو لوگ باوجود ضعف دین کے نہیں نکلے ان کو فرشتے کہیں گے کیا اللہ تعالیٰ کی زمین  
 تمہارے لئے وسیع نہیں تھی تم پر واجب تھا کہ تم ان شہروں سے نکل جاتے ان لوگوں کیلئے دوزخ ہے اور بری  
 بازگشت۔ اسی واسطہ حضرت مہدیؑ اسباب ہجرت کے پائے جانے پر ہجرت کو فرض فرمایا ہے۔

فصل۔ ایمان کے بیان میں۔ ایمان کے مسئلہ میں حنفیہ اور شافعیہ کو اختلاف ہے حنفیہ بیان کرتے ہیں کہ  
 ایمان میں کمی و زیادتی نہیں ہوتی۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ ایمان میں کمی و زیادتی ہوتی ہے مگر حقیقت میں جس

سے نفس تصدیق مراد ہے کمی و زیادتی ممکن نہیں ہے۔ ہاں حقیقت ایمان کا کمال و نقصان ممکن ہے مہدیؑ نے بھی اسی معنی کو پسند فرمایا ہے چنانچہ بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایتؒ نے عقیدہ شریفہ میں فرمایا ہے چنانچہ در حصر ایمان فرمود انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم واذا نلت علیہم آیاتہ زادتهم ایمانا وعلی ربہم یتوکلون۔ الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنہم ینفقون۔ اولئک ہم المومنون حقاً یعنی (الانفال-۲) مومن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل ڈرتے ہیں اور جب ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو رزق دیا ہے انفاق کرتے ہیں یہ لوگ حقیقی مومن ہیں۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ حقیقی مومن وہی ہیں جو صفات مذکورہ سے موصوف ہیں اور انہی لوگوں کا ایمان کامل ہے۔ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایمان جزو عمل ہے کیونکہ جن صفات کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے وہ سب اعمال ہیں اور ظاہر ہے کہ صفات موصوف کے اجزاء نہیں ہیں۔

فصل۔ اصحاب حدیث نے بیان کیا ہے کہ ایمان تصدیق قلبی اور زبان سے کلمہ شہادت کہنے اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔ جمہور اہل سنت کہتے ہیں کہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ ایمان محض تصدیق قلبی کا نام ہے۔ اس کی کئی دلیلیں ہیں۔ پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولئک کتب فی قلوبہم الایمان (المجادلہ-۲۲) دوسری دلیل یہ ہے اللہم ثبت قلبی علیٰ دینک۔ تیسری دلیل یہ کہ اسامہؓ نے ایک شخص کو قتل کیا تھا تو رسول اللہؐ نے فرمایا ہلا شققت قلبہ اس سے ظاہر ہے کہ ایمان تصدیق قلبی ہے۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ ایمان پر عمل کا عطف کیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے الذین امنوا و عملوا الصالحات (النساء-۱۲۲) اور ضرور ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں تغایر ہو کیونکہ نفس شی پر عطف جائز ہے اور جزو کا عطف کل پر۔ پانچویں دلیل یہ ہے کہ ایمان گناہ کرنے پر بھی باقی رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان طائفتان من المومنین اقتتلوا (الحجرات-۹) آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ آپس میں لڑنا گناہ کبیرہ ہے اور نیز وہ لوگ بھی مومن ہیں جن کا ایمان ظلم سے مقرون ہوا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم (الأانعام-۸۲) آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین کی دو قسمیں

ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ مومنین نے اپنے ایمان کو ظلم سے مقرون کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں پہلی قسم کا ذکر کیا ہے اور دوسری قسم چونکہ اس کی قسم ہے ضمناً ثابت ہوتی ہے چھٹی دلیل یہ ہے کہ ایمان اگر تصدیق قلبی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ ختم اللہ علیٰ قلوبہم اور بل طبع اللہ علیٰ قلوبہم ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی تو پھر وہ کس طرح ایمان لاسکیں گے۔ ان دلیلوں سے ثابت ہے کہ ایمان مرکب اور مجموع نہیں ہے بلکہ محض تصدیق قلبی ہے اور اقرار لسانی ظہور ایمان کی شرط ہے۔ ہماری قوم کے بعض اصحاب کا یہ بھی خیال ہے کہ عمل جزو ایمان ہے اور اس پر چند روایتوں سے استدلال کیا ہے۔ پہلی یہ ہے کہ ورائے ترک دنیا ایمان نیست دوسری یہ ہے کہ انصاف نامہ میں مردی ہے تصدیق بندہ عمل است بے عمل مردود۔ تیسری یہ ہے کہ ہر وقت کہ مومن گناہ کند ایمان از ویرون می شود و چون از گناہ تو بہ کند ایمان باز در آید۔ یہ روایت انصاف نامہ کے حاشیہ میں ہے۔ چوتھی روایت یہ ہے مومن عمداً گناہ نہ کند و ہر کہ عمداً گناہ کند او کافر است۔ مکتوب قاصی منجب الدینؒ۔ پانچویں روایت یہ ہے کہ مصرؒ گناہ کبیرہ جاوید در دوزخ بماند۔ یہ سب روایتیں قابل بحث ہیں کیونکہ پہلی روایت کے مفہوم ”ترک دنیا کے سوا ایمان نہیں ہے“ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محض ترک دنیا ہی ایمان ہے۔ اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ترک دنیا جزو ایمان ہے اور عمل صالح کے ساتھ ایمان کا اجتماع ممکن ہے۔ دوسری روایت میں یہ بحث ہے کہ عمل ہو تو قبولیت ہے اگر عمل نہ ہو تو قبولیت بھی نہیں یعنی تصدیق نہیں۔ یہ روایت بھی اسی بات کو بتاتی ہے کہ عمل نفس تصدیق ہے نہ جزو تصدیق اس بناء پر یہ کہنا صحیح ہے کہ ان دونوں روایتوں میں یہ استدلال کرنا کہ عمل جزو تصدیق و ایمان ہے بالکل غلط ہے ہم ان دونوں میں آئینہ بھی تفصیلی بحث کریں گے۔ تیسری روایت کا یہ مفہوم ہے کہ ایمان کیساتھ گناہ کبیرہ کا اجتماع نہیں ہو سکتا اور عمل صالح کے ساتھ ایمان کا اجتماع ممکن ہے۔ اگر عمل صالح کا اجتماع ہوگا تو یہ عمل صالح وصف ایمان نہ ہوگا ورنہ قیام عرض بالعرض لازم آئے گا اور یہ محال ہے بلکہ وصف عامل ہوگا نہ کہ جزو ایمان۔ ان کے اجتماع کے یہ معنی ہیں کہ ایمان و صورت عمل قلب میں پائے جاتے ہیں اس سے ایمان کا مرکب ہونا اور عمل اس کا جزو ہونا ثابت نہیں ہے۔ چوتھی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے عمداً گناہ کیا وہ کافر ہے اور جس نے عمداً نہیں کیا وہ کافر نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح اور عمل قبیح کا اجتماع ممکن ہے۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عمل جزو ایمان

ہے چنانچہ آیتہ کریمہ و آخرون اعترفوا بذنوبہم خلطوا عملا صالحا و آخر سئیا (التوبہ - ۱۰۲) اسی امر پر دلالت کرتی ہے۔ غرض نفس خلط ایمان سے عمل صالح کی جزویت لازم نہیں آتی بلکہ ان دونوں کا محل قلب میں اجتماع لازم آتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو گناہوں کا بھی جزو ایمان ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ مومن فاسق کے دل میں ایمان فسق سے مخلوط ہے اور گناہ کا جزو ایمان ہونا ظاہر البطلان ہے۔ پانچویں روایت میں بھی یہی بحث ہوگی حاصل یہ ہے کہ روایات مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ عمل جزو ایمان ہے جن لوگوں نے ان روایتوں سے یہ سمجھ لیا ہے کہ عمل جزو ایمان ہے انہوں نے سخت غلطی اور مذکورہ آیات کریمہ سے مخالفت کی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کسی آیت وحدیث وروایت مہدی موعودؑ میں یہ نص نہیں ہے کہ عمل جزو ایمان ہے۔

فصل۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان نفس ترک دنیا ہے۔ چنانچہ یہ روایت مسوع ہے کہ ورائے ترک دنیا ایمان است اور نیز مروی ہے کہ مہدیؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبولیت بندہ عمل است وی عمل قبولیت مردود یہ روایتیں انصاف نامہ وغیرہ میں ہیں۔

پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک دنیا کے انقضاء سے ایمان بھی منگی ہو جاتا ہے اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ اگر عمل نہ ہو تو قبولیت جس سے ایمان و تصدیق مراد ہے مردود ہو جائے گی۔ ہمارے پاس یہ دونوں روایتیں قابل بحث ہیں۔

پہلی روایت اس وجہ سے قابل بحث ہے کہ فرض کیجئے اگر کسی مصدق مہدی موعودؑ نے سب فرائض ادا کئے مگر ترک دنیا سے قاصر رہا ہو تو وہ مومن نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جب ترک دنیا ہی نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں۔ مگر یہ امر دعویٰ محکم مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالکل مخالف ہے کیونکہ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ میرا مصدق مومن ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان مطلق تصدیق سے مومن ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس دعویٰ کو کسی قید سے مقید کیا نہ کسی شرط سے مشروط۔ پس نفس تصدیق ہی سے وہ مومن ہو جائے گا گو وہ قاصر العمل ہے۔

اور نیز اگر کسی نے دنیا کو ترک کیا اور آمنت بالمہدی موعود نہیں کہا تو مومن ہونا چاہئے کیونکہ جب ترک دنیا نفس ایمان ہے تو پھر آمنت بالمہدی موعود کہنے کی ضرورت نہیں ہے اس تقدیر پر ہر

ایک تارک دنیا کو مومن کہنا لازم آئے گا۔ عام ازیں کہ وہ مصدق مہدی موعود ہو یا نہ ہو اور یہ باطل ہے۔ دوسری روایت بھی (یعنی تصدیق بندہ عمل است و بے عمل قبولیت مردود) قابل بحث ہے اور یہ ہے کہ جملہ بے عمل مردود است میں لفظ عمل مطلق ہے اس کی تنقید کی ضرورت ہے کیونکہ مطلق عمل موجب ثواب نہیں ہے ہاں عمل صالح موجب ثواب ہوتا ہے پھر یہ بھی بحث ہے کہ روایت مذکورہ میں عمل مفرد ہے تو اس سے یہی دو احتمال پیدا ہوں گے۔ تشبیہ کا احتمال اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ اس میں علامت تشبیہ نہیں ہے۔ واضح ہو کہ اگر عمل سے سارے اعمال مراد ہیں تو یہ باطل ہے کیونکہ واحد سے بطور استغراق سارے اعمال اس صورت میں معتبر ہوتے ہیں جب کہ اس پر علامت استغراق موجود ہو مثلاً کلمہ کلم و جمع باہمہ اور روایت مذکورہ میں عمل پر یہ الفاظ داخل نہیں ہیں تو استغراق اعمال باطل ہوگا۔ پس یہ احتمال باطل ہے کہ عمل سے سب اعمال صالحہ مراد ہیں اور اگر بالفرض اس سے یہ مقصود ہو کہ عمل سارے اعمال صالحہ کو متضمن ہے تو ان کی ادا قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ یہ امکان بشر سے باہر ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی ان کا وقوع قابل تسلیم نہیں کیونکہ دلیل عقلی و نقلی سے یہ ثابت ہے کہ ان سے فعل خیر ہی صادر ہوگا اور یہ ثابت نہیں ہے کہ مفہوم خیر کے جتنے افراد ہیں ان سے سب صادر ہوں گے۔ ہاں یہ ثابت ہے کہ ان سے کوئی فعل معصیت صادر نہ ہوگا غرض دوسرا احتمال باطل ہے۔

اب رہا پہلا احتمال وہ بھی قابل بحث ہے۔ کیونکہ عمل روایت مذکورہ میں نکرہ ہے تو وہ فرد غیر معین ہی میں منحصر رہے گا۔ اس صورت میں کسی ایک عمل سے قبولیت یعنی تصدیق ثابت ہو جائے گی عام ازیں کہ وہ ترک دنیا ہو یا دوسرا کوئی عمل ہو۔ اس صورت میں دو امر لازم آئیں گے۔ پہلا یہ ہے کہ تصدیق عمل کا نام ہوگا اور یہ باطل ہے کیونکہ تصدیق علم یقینی کا نام ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ یہ روایت (ورائے ترک دنیا ایمان نیست) سے متعارض ہوگی کیونکہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ ایمان خاص ترک دنیا ہی ہے۔ اور روایت زیر بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصدیق نفس عمل کا نام ہے اور وہ ترک دنیا ہو یا کوئی اور عمل ہو۔ اور جب یہ دونوں روایتیں متعارض ہیں اور ان میں تطبیق نہیں ہو سکتی تو علم اصول کی نظر کرتے دونوں ساقط ہو جائیں گی اور کسی پر عمل نہ ہو سکے گا۔ اگر عمل صالح سے ترک دنیا مراد لی جائے تو اس میں پھر وہی بحثیں عاید ہوں گی۔ جو روایت ترک دنیا میں کی گئی ہیں۔ غرض یہ دونوں روایتیں قابل بحث ہیں۔ ہمارے پاس حق یہ ہے کہ اس مسئلہ میں یوں تقریر



کی جائے کہ جس نے مہدی موعودؑ کی دل سے تصدیق کی اور آپ کے دعویٰ مہدیت کا اقرار زبان سے کیا وہ مومن ہو گیا اور جس نے اس تصدیق و اقرار کے ساتھ آیت مذکورہ کے مطابق عمل کیا مومن حقیقی اور آیت مذکورہ کا مصداق بن گیا۔ غرض دعویٰ مہدی کی تصدیق کے ساتھ ہی انسان مومن ہو جاتا ہے۔ اور تصدیق و عمل سے مومن کامل۔ قسم اول کو مومن قاصر العمل بھی کہتے ہیں چونکہ تصدیق مہدی موعودؑ کے بعد مخصوصہ فرائض ولایت پر عمل کرنا فرض ہے یہ دونوں روایتیں ادائے فرائض کی تحریص پر دلالت کرتی ہیں۔

ہماری تقریر سے یہ ثابت ہو گیا کہ عمل جزو ایمان نہیں ہے جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ عمل کی زیادتی و کمی کے اعتبار سے ایمان میں بھی کمی و زیادتی ہوتی ہے محتاج دلیل ہے۔

فصل۔ علماء امت رسول اللہؐ کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں جائے گا یا نہیں۔ بعض کی یہ رائے ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں جائے گا اور بعض کی یہ رائے ہے کہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں جائے گا ان میں دو فریق ہیں ایک فریق کا یہ قول ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں ہمیشہ رہے گا دوسرے فریق کی یہ رائے ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں داخل ہوگا اور پھر شفاعت رسول اللہؐ سے دوزخ سے باہر آئے گا اور جنت میں جائے گا۔ اہل سنت کے اکثر علماء کا یہی مذہب ہے۔ غرض یہ مسئلہ اس طرح زیر بحث ہے۔ مہدی موعودؑ کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ جو دوزخ میں جائے گا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا چنانچہ بندگی میاں سید خوند میرؒ کی روایت (و جاودانی در دوزخ)

کا یہی مفہوم ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ دوزخ کا فرد کا مقام ہے اور آیت کریمہ اعدت للكافرين بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہے اور نیز آیت کریمہ لا یصلاھا الا الا شقی الذی کذب و توٹی (اللیل۔ ۱۵) سے یہی ثابت ہے کہ دوزخ میں اس شقی کے سوا کوئی نہ جائے گا جس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا اور اس سے منہ پھیر لیا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جو حکم حرف نفی و استثناء کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے وہ حصر پر دلالت کرتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بطور حصر فرمایا ہے کہ دوزخ میں کوئی داخل نہ ہوگا مگر وہ شخص داخل ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی اور اس سے منہ پھیر لیا ہے چونکہ مومن فاسق ان دونوں صفتوں سے موصوف نہیں اس لئے وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ ہمارا مذہب اس مسئلہ میں یہی ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں نہ جائے گا اور قبر میں ہی سزا پائے گا اور عذاب قبر اور جزو تیغ کے بعد رحمت باری عزاسمہ

وعم کرمہ سے یا آنحضرتؐ کی شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس جگہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ فاسق کے حق میں جو وعیدیں قرآن مجید میں موجود ہیں وہ سب دھمکیاں ہیں ان کا وقوع نہ ہوگا۔ یہ مرجیہ کا اعتقاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مرجیہ اس امر کے قائل ہیں کہ فاسق کو نہ عذاب ہوگا اور نہ وہ دوزخ میں جائے گا اور ہمارا یہ مذہب نہیں ہے بلکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ مومن فاسق اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں معذب رہے گا۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے کرم یا اپنے رسول اکرمؐ کی شفاعت سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ غرض مومن فاسق کا معذب ہونا مستلزم ہے مگر دوزخ میں جانا مستلزم نہیں ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعضی حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مومن فاسق دوزخ میں داخل ہوگا اور پھر آنحضرتؐ کی شفاعت سے نکلے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دوزخ میں جو لوگ داخل کئے جائیں گے وہ لوگ ہالک ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من تدخل النار فقد اخزیتہ (آل عمران ۱۹۲) پس جو لوگ ہالک ہیں ان کی نجات ممکن نہیں ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے ہالک ہیں مگر چونکہ مومن امن والا ہے اور اس کے عام مفہوم میں مومن فاسق بھی داخل ہے لہذا اس کی ہلاکت ممکن نہیں ہے اور نیز آیت لا یصلاھا الخ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ جہنم خاص ان اشقیاء کا مقام ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا اور اللہ سے اپنا منہ پھیر لیا ہے اور ظاہر ہے کہ فاسق ان دونوں بری صفتوں سے موصوف نہیں ہے لہذا وہ دوزخ میں داخل نہیں کیا جائے گا اس مسئلہ کی ہم نے شرح فقہ اکبر میں بڑی تفصیل و تحقیق کی ہے اس مختصر رسالہ میں اسی بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔

فصل۔ مومن حقیقی و مومن حکمی و مومن عربی کے بیان میں۔ اس کے پہلے ہم نے ایمان و مومن میں ان معنوں کے اعتبار سے بحث کی ہے جو عرف عام میں ہیں اب ہم اس جگہ مومن کے اقسام میں اصطلاح خاص کے اعتبار سے گفتگو کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ ایمان کے معنی دل سے کسی چیز کی تصدیق کرنا ہیں۔ اس تصدیق کے لئے مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کی تصدیق کی گئی ہے اس کے وجود کا دل میں اعتقاد جازم رکھنا مثلاً رسول اللہؐ کی دل میں نبوت کے پہلے خدائے تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتقاد۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا اعتقاد جازم ہے اس

کو اپنے اعتقادِ جازم کے مطابق دیکھ لینا مثلاً آنحضرتؐ نے نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کو شبِ معراج میں اپنے اعتقادِ جازم کے مطابق واحد ہی دیکھا ہے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا اعتقادِ جازم ہے اس کے وجود میں نفا ہو جانا مثلاً آنحضرتؐ کی حالتِ حقیقی جس کو وصال سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس حالت کا بیان خود اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وما رمیت اذ رمیت ولا کن اللہ رمی (الانفال۔ ۱۷) یعنی اے محمدؐ تم نے کفار پر جب ریتی پھینکی تھی تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اس کو اللہ نے پھینکا تھا۔ اس آیتہ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بدر کی لڑائی میں جب آپ نے کفار پر ریتی پھینکی تھی اس وقت آپ وصال کی حالت میں تھے۔ لہذا اللہ جل شانہ نے آپ کے فعل کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور اس فعل کے صدور کی آپ سے نفی کر دی۔ ہماری تقریر سے ظاہر ہے کہ سب مومنین میں اعلیٰ مومن وہی ہے جو تیسرے مرتبہ سے موصوف ہو۔ مگر اس اعلیٰ مرتبہ سے آنحضرتؐ کے سوائے کوئی نبی مرسل اور ملک مقرب موصوف نہیں ہے۔ اگرچہ حضرت مسیح علیہ السلام سے یہ روایت مشہور ہے کہ آپ تم باذن اللہ کا ہم معنی کوئی جملہ فرما کر مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ مگر یہ آپ کا مقولہ ہے کوئی آیت انجیل یا قرآن مجید اس مضمون کی نہیں ملی جو اس بات پر دلالت کرے کہ اللہ جل شانہ نے اس میں یہ خردی ہو کہ عیسیٰؑ کو مرتبہِ محویت و وصال حاصل تھا۔ غرض یہ مرتبہ آنحضرت ﷺ کے خصوصیات سے ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کی یہ خصوصیت لو ازم و ولایت محمدیہ سے ہے۔ جس کے خاتم مہدی علیہ السلام ہیں۔ پس اس مرتبہ سے جس حیثیت سے آنحضرت ﷺ موصوف ہیں مہدی علیہ السلام بھی موصوف ہیں۔ ہمارے پاس یہ امر ثابت ہے کہ مہدیؑ کے خلفاء میں ثانی مہدیؑ اور بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت بھی مہدی کی کمال اتباع کی وجہ سے اس مرتبہ سے موصوف ہیں۔ واضح ہو کہ یہ مسئلہ چونکہ تصوف سے متعلق ہے اور اس فن کے موضوع سے بالکل علیحدہ ہے لہذا اس مسئلہ کی توضیح اس رسالہ میں مناسب نہیں ہے۔

اب ہم اپنی پہلی تقریر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری اصطلاح میں خاتمین علیہا الصلوٰۃ والسلام کے بعد مومن حقیقی وہ ہے جو دیدارِ الہی سے مشرف ہو عام ازیں کہ یہ دیدار اس کو چشمِ سر سے حاصل ہو یا چشمِ دل سے یا خواب میں، اگر اس کو کسی ایک نوع سے بھی دیدارِ الہی حاصل نہیں ہے تو وہ مومن حقیقی نہیں ہے چنانچہ بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت نے عقیدہ شریفہ میں فرمایا ہے۔ و نیز حکم کردہ است تا آنکہ

پچشم سر یا پچشم دل یاد خواب خدا را نہ بیند مومن نباشد۔ اور مومن حکمی وہ ہے جس نے غیر حق سے روگردانی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف پوری توجہ کی ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مشغول رہتا ہے خلائق سے گوشہ نشینی کی ہے اور خودی سے باہر ہونے کی کوشش میں ہے۔ چنانچہ بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایتؒ نے عقیدہ شریفہ میں ذکر فرمایا ہے مگر طالب صادق کہ روے دل خود را از غیر حق گردانیدہ است و روئے دل خود را بسوئے مولیٰ آورده است و ہموارہ مشغول بحق است و از دنیا و خلق عزلت گرفتہ است و ہمت از خود بیرون آمدن می کند این چنین کس را ہم حکم بایمان کردہ است۔ اور مومن عرفی وہ ہے کہ جس نے مہدی کے مہدی موعود ہونے کی تصدیق کی ہے یعنی دل میں اس کا اعتقاد جازم رکھتا ہے اور زبان سے اپنے اعتقاد کے مطابق اقرار کرتا ہے لیکن ان سارے یا بعضے احکام کی ادا سے قاصر ہے جن کو مہدی موعودؑ نے فرض گردانا ہے۔ اس زمانہ میں وہ شخص جو پہلی قسم یعنی ایمان حقیقی سے موصوف ہو کر کبریت احمر ہے اور وہ شخص جو ایمان حکمی سے موصوف ہو وہ بھی کیاب ہے۔ ہاں تیسری قسم یعنی ایمان عرفی سے موصوف اکثر لوگ ہیں۔

فصل۔ مومن حکمی کے جو صفات سابق کی فصل میں ذکر کیے گئے ہیں ان میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ طالب صادق کی پہلی صفت یہ ہے کہ اپنا دل غیر حق سے پھیر لیوے اس کے یہ معنی ہیں کہ عالم میں جو کچھ دیکھتا ہے اور جو کچھ حوادث اس کو دکھائی دیتے ہیں اس کا ظہور اور ان کا صدور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے اور ان چیزوں کے وجود کو مستقل اور ان کے افعال کو ان کے طرف منسوب نہ کرے اور ہر صورت اور ہر فعل میں اللہ تعالیٰ کی تجلی دیکھے۔ اگر اس کا خیال ایسا نہ ہوگا اور اس کی نظر ایسی نہ ہوگی تو ہمارے پاس اس کا ایمان شرک سے ملا ہوا ہے۔ اسی واسطے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ماسوئی اللہ سے پرہیز کرنے کی تاکید فرمائی ہے چنانچہ صدیق ولایتؒ نے عقیدہ شریفہ میں اس عبارت سے ودر پرہیزیدن عن ماسوی اللہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد (الحشر۔ ۱۸) اسی مقصد کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو یعنی کسی طرح سے اس کی توحید کے ساتھ شرک کو نہ ملنے دو۔ اور ہر ایک نفس اپنے اعمال نفسانی کو دیکھے کہ اس کے نفس نے قیامت کے لیے کس طرح اعمال پیش کیے ہیں۔ یعنی ان میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی جھلک نظر آتی ہے یا شرک کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ غرض جب تک کسی انسان کا خیال ایسا نہ بن جائے وہ مومن حکمی کے حکم میں داخل نہیں ہے۔ ہاں مومن عرفی کے حکم

سے خارج نہیں ہے۔

## چوتھا باب

مہدی کے صحابہ کے بیان میں اس باب میں کئی فصلیں ہیں اور ایک خاتمہ ہے

فصل۔ مہدی کے صحابہ سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آپ کی تصدیق مہدیت کی اور ترک دنیا کے ساتھ آپ سے بیعت کی ہو اور آپ کی صحبت میں رہے ہوں اور جس نے بغیر ترک دنیا آپ کی تصدیق کی ہے اور آپ کی صحبت میں رہا ہے ہمارے پاس وہ شخص صحابی نہیں ہے۔

فصل۔ خلفاء مہدی کے بیان میں۔ مہدی کے پانچ خلیفے ہیں۔ سیدنا سید محمود ثانی مہدیؑ۔ سیدنا سید خوند میر۔ بندگی میاں شاہ نعمتؑ۔ بندگی میاں شاہ نظامؑ۔ بندگی میاں شاہ دلاورؑ۔ ان پانچ خلیفوں میں دو خلیفے افضل ہیں۔ یعنی سیدنا سید محمود ثانی مہدیؑ اور سیدنا سید خوند میرؑ۔ مہدیؑ کی اکثر روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سیدین رضی اللہ عنہما ہم مرتبہ ہیں ان ہی روایتوں کی وجہ سے بندگی ملک الہدادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے کہ مہدیؑ کے حکم سے سیدینؑ برابر ہیں۔ یہ سب روایتیں ہمارے پاس مشہور ہیں۔ ان دونوں میں کمی و بیشی کا اعتقاد نہ رکھنا چاہیے۔ ہم نے رسالہ ”جلاء العینین فی تسویۃ السیدین“ میں اس مسئلہ کی بہت توضیح کی ہے۔

فصل۔ ان صحابہ کے بیان میں جن کی شان میں مہدی علیہ السلام نے جنت کی بشارت دی ہے۔ واضح ہو کہ یہ بارہ صحابی ہیں۔ سیدنا سید محمود ثانی مہدیؑ۔ سیدنا سید خوند میرؑ۔ بندگی میاں شاہ نعمتؑ۔ بندگی میاں شاہ نظامؑ۔ بندگی میاں شاہ دلاورؑ۔ ملک برہان الدینؑ۔ ملک گوہرؑ۔ شاہ عبدالجبارؑ۔ امین محمدؑ۔ ملک معروفؑ۔ میاں یوسفؑ۔ ملک جیؑ۔

فصل۔ صحابہ مہدی علیہ السلام مثل صحابہ رسول اللہ ﷺ ہیں ان کے معصوم ہونے پر کوئی دلیل قطعی موجود نہیں ہے۔ اس صورت میں صحابی کی تقلید جب کہ وہ مجتہد نہ ہو درست نہ ہوگی چنانچہ مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ سید محمود و سید خوند میر رضی اللہ عنہما بر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بر بندہ ہست۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدینؑ سے اگرچہ کوئی لغزش صادر ہونے کی امید نہیں ہے مگر دین خدا و سنت رسول اللہ اور بندہ پر

ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اصول دین و فروع دین ٹھیرانا میرا کام ہے سیدین کا کام نہیں ہے۔ اس فرمان کی وجہ یہ ہے کہ مہدی چونکہ خلیفۃ اللہ اور خاتم دین رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کو منجانب اللہ ہمیشہ تعلیم ہوتی ہے آپ نے جو کچھ احکام صادر فرمائے ہیں ان کے بیان فرمانے پر آپ منجانب اللہ مامور ہیں تو آپ کی اتباع فرض ہے۔

پس اصول دین و فروع دین میں آپ کا قول حجت ہوگا اور سیدین کا قول حجت نہ ہوگا۔ اس صورت میں دوسرے صحابہ یا تابعین کا قول کیونکر حجت ہوگا واضح ہوا کہ ہمارے پاس دلائل قطعہ کئی چیزیں ہیں۔ اول برہان عقلی دوم کتاب اللہ۔ سوم حدیث متواتر۔ چہارم اجماع صحابہ۔ پنجم نقل متواتر مہدی علیہ السلام۔ ششم قیاس قطعہ اس کے سوا سب دلائل ظنی ہیں جو اعتقادات کے لیے مفید نہیں ہیں۔

خاتمہ۔ تسویت خاتمین کے بیان میں۔ واضح ہو کہ تسویت خاتمین علیہا السلام کے ثبوت میں کوئی روایت صریحہ مہدی سے مروی نہیں ہے۔ مگر بندگی میاں سید قاسم مجتہد القوم نے ذکر کیا ہے کہ دراصل جملہ مہدویان برانند کہ خاتم النبوت و خاتم الولاہت یکذات و برابر اند۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتمین علیہا السلام کی تسویت پر سب مہدویوں کا اتفاق ہوا ہے چونکہ یہ اجماعی حکم ہے تسویت خاتمین علیہما السلام پر اس سے استدلال ممکن ہے۔ اب یہ جھگڑا کہ یہ تسویت شرعاً ہے یا حقیقتاً اختراعی ہے اس کی بنا قرونِ ثلاثہ میں موجود نہیں ہے ہاں تسویت مطلقہ کا اعتقاد سلف سے مشہور ہے حکم مطلق کو اپنی رائے سے مقید کرنا اصولاً جائز نہیں ہے لیکن بقول مجتہد گروہ جب کہ جملہ مہدویوں کے اتفاق سے تسویت ثابت ہوئی ہے کہ یہ کہنا درست ہے کہ تسویت دلیل شرعی سے ثابت ہے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ سلف صالحین کے قول کے مطابق اعتقاد رکھنا اور اس میں کسی طرح کی تاویل نہ کرنا چاہیے۔ اسی میں اسن ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔

سید اشرف غفرلہ